REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

جلد ۴۵ — شمارہ ۱۱

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر: منیر احمد خادم

نائبین: قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ: سالانہ ۱۰۰ روپے۔ بیرونی ممالک: بذریعہ ہوائی ڈاک ۲۰ پاؤنڈ یا ۳۰ ڈالر امریکن۔ بذریعہ بحری ڈاک: دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان — ۱۴ امان ۱۳۷۵ ہش

۲۳ شوال ۱۴۱۶ ہجری — ۱۴ امان ۱۳۷۵ ہش — ۱۴ مارچ ۱۹۹۶ء

اخبارِ احمدیہ

لندن ۹ مارچ ۹۶ء (ایم۔ٹی۔اے) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔
احباب کرام پیارے آقا کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔
اللہ تعالیٰ ہر آن حضور پُر نور کا حامی و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

ملفوظات سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حق و باطل

حق اپنے زور اور قوت سے چلتا اور اس کے ساتھ باطل بھی ضرور چلتا ہے۔ لیکن باطل اپنی قوت اور طاقت سے نہیں چلتا بلکہ حق کے پرتو سے چلتا ہے۔ کیونکہ حق چاہتا ہے کہ ساتھ ساتھ کچھ باطل بھی چلے تاکہ تمیز ہو۔ کاذبوں اور منکروں کے وجود سے بہت سی تحریکیں ہو جاتی ہیں۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے دن ہی سارا مکہ آمنّا وصدّقنا کہہ کر ساتھ ہو لیتا تو پھر قرآن شریف کا نزول اسی دن بند ہو جاتا۔ اور وہ اتنی بڑی کتاب نہ ہوتی۔ جس جس قدر زور سے باطل حق کی مخالفت کرتا ہے اسی قدر حق کی قوت اور طاقت تیز ہوتی ہے۔ زمینداروں میں بھی یہ بات مشہور ہے کہ جتنا جیٹھ ہاڑ تپتا ہے اسی قدر ساون میں بارش زیادہ ہوتی ہے۔ یہ ایک قدرتی نظارہ ہے۔ حق کی جس قدر زور سے مخالفت ہو اسی قدر وہ چمکتا اور اپنی شوکت دکھاتا ہے۔ ـــ ہم نے خود آزما کر دیکھا ہے جہاں جہاں ہماری نسبت زیادہ شور و غل ہوا ہے وہاں ایک جماعت تیار ہو گئی اور جہاں لوگ اس بات کو سن کر خاموش ہو جاتے ہیں وہاں زیادہ ترقی نہیں ہوتی۔ فتح کے لئے اوّل لڑائی کا ہونا ضروری ہے۔ اگر لڑائی نہ ہو تو فتح کا وجود کہاں سے آئے؟ پس اس طرح اگر حق کی مخالفت نہ ہو تو اس کی صداقت کس طرح کھلے؟

قصر نماز

نماز کے قصر کرنے کے متعلق سوال کیا گیا کہ جو شخص یہاں آتے ہیں وہ قصر کریں یا نہ؟ فرمایا: جو شخص تین دن کے واسطے یہاں آوے اُس کے واسطے قصر جائز ہے۔ میری دانست میں جس سفر میں عزم سفر ہو پھر خواہ وہ دو تین چار کوس کا ہی سفر کیوں نہ ہو اس میں قصر جائز ہے۔ یہ ہماری سیر سفر نہیں ہے۔ ہاں اگر امام مقیم ہو تو اس کے پیچھے پوری ہی نماز پڑھنی چاہیئے۔ حکام کا دورہ سفر نہیں ہو سکتا۔ وہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی اپنے باغ کی سیر کرتا ہے۔ خواہ مخواہ قصر کرنے کا تو کوئی وجود نہیں۔ اگر دوروں کی وجہ سے انسان قصر کرنے لگے تو پھر یہ دائمی قصر ہو گا جس کا کوئی ثبوت ہمارے پاس نہیں ہے۔ حکام کہاں مسافر کہلا سکتے ہیں۔ سعدی نے بھی کہا ہے ؎

منعم بکوہ و دشت و بیاباں غریب [illegible] ہر جا کہ رفت خیمہ زد و خوابگاہ ساخت

سنار اور کھوٹ

ایک زرگر کی طرف سے سوال ہوا کہ پہلے ہم زیوروں کے بنانے کی مزدوری کم لیتے تھے اور ملاوٹ ملا لیتے تھے اب ملاوٹ چھوڑ دی ہے اور مزدوری زیادہ مانگتے ہیں تو بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہم مزدوری وہی دیں گے جو پہلے دیتے تھے۔ تم ملاوٹ ملا لو۔ ایسا کام ہم اُن کے کہنے سے کریں یا نہ کریں؟ فرمایا: کھوٹ والا کام ہرگز نہیں کرنا چاہیئے۔ اور لوگوں کو کہہ دیا کرو کہ اب ہم نے توبہ کر لی ہے جو ایسے کہتے ہیں کہ کھوٹ ملا دو وہ گناہ کی رغبت دلاتے ہیں۔ پس ایسا کام ان کے کہنے پر بھی ہرگز نہ کرو۔ برکت دینے والا اللہ ہے اور جب آدمی نیک نیتی کے ساتھ ایک گناہ سے بچتا ہے تو خدا ضرور برکت دیتا ہے۔

مصنوعی گواہ بنانا

ایک مختار کار عدالت نے سوال کیا کہ بعض مقدمات میں اگرچہ وہ سچا اور صداقت پر ہی ہیں مصنوعی گواہ بنانا کیسا ہے؟ فرمایا: اوّل تو اس مقدمہ کے پیروکار بنو جو بالکل سچا ہو۔ یہ تفتیش کر لیا کرو کہ مقدمہ سچا ہے یا جھوٹا پھر سچ آپ ہی فروغ حاصل کرے گا۔ دوم گواہوں سے آپ کا کچھ واسطہ ہی نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ موکل کا کام ہے کہ وہ گواہ پیش کرے۔ یہ بہت ہی بُری بات ہے کہ خود تعلیم دی جاوے کہ چند گواہ تلاش کر لاؤ اور اُن کو یہ بات سکھا دو۔ تم خود کچھ بھی نہ کہو۔ موکل خود شہادت پیش کرے خواہ وہ کیسی ہی ہو۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۳۱۰ - ۳۱۲)

لا اِلٰہ اِلّا اللہ محمد رسول اللہ

ہفت روزہ بدر قادیان

مورخہ ۱۴ امان ۱۳۷۵ ہش

ایڈز ــ قدرت کا ایک بھیانک انتقام

(۱)

امام جماعت احمدیہ عالمگیر سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گزشتہ ماہ رمضان المبارک کے دوران ۳۰ اور ۳۱ جنوری کو اپنے درس القرآن میں فرمایا کہ ایڈز کی خوفناک وبا جو ۱۹۸۱ء سے پھیلنا شروع ہوئی ہے، ۲۰۰۰ء تک ایک مہاماری کی شکل میں پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ بیماری اندر ہی اندر ایک بم شیل کی شکل اختیار کر رہی ہے۔ اور یہ بم غالباً اس صدی کے آخر تک پھٹے گا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا اپنے خالق و مالک کے احکامات کو بھول کر، فطرتی اصولوں کو نظر انداز کر کے نہایت گستاخی و عیاشی اور بے حیائی کی زندگی گزار رہی ہے۔ خدا نے اس دَور کی اصلاح کے لئے جس امام کو بھیجا تھا اس کی بات کی طرف توجہ نہیں دی گئی۔ اس لئے جہاں آج سے ایک سو سال قبل خدا کا ایک قہری نشان طاعون کی شکل میں ظاہر ہوا تھا اور پھر اس وقت اس تنبیہہ کے نتیجہ میں کثرت سے لوگوں کو امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کرنے کی توفیق ملی تھی۔ اب اس تنبیہہ کے نتیجہ میں بھی دنیا اسلام و احمدیت کے پیش کردہ اصولوں کی طرف مائل ہونے کے لئے مجبور ہوگی۔

جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے کہ اس بھیانک بیماری کی شروعات دنیا میں ۱۹۸۱ء میں ہوئی اور پہلی مرتبہ امریکہ میں منظر عام پر آئی۔ اور پھر وہیں ۱۹۸۴ء میں امریکن اور فرنچ سائنسدانوں نے اس بیماری کے وائرس کے متعلق انکشاف کیا۔ وہ انسان جن میں اس بیماری کے وائرس پائے جاتے ہیں اُسے ایچ۔آئی۔وی (H.I.V.) پازیٹیو کہا جاتا ہے۔ ایچ۔آئی۔وی۔یعنی (HUMAN IMMUNODEFICIENCY VIRUS) جس کا مطلب ہے انسانی جسم میں قوتِ مدافعت ختم کر دینے والا وائرس۔ اور جس مریض کے جسم میں اس بیماری کی علامات ظاہر ہونی شروع ہو جائیں تو اسے ایڈز (A.I.D.S) یعنی (ACQUIRED IMMUNEDEFICIENCY SYNDROME) کا مریض کہا جاتا ہے۔ جب انسان ایڈز کا مریض ہو جائے تو چونکہ قوتِ مدافعت ختم ہو جاتی ہے اس لئے

- انسانی جسم میں باہم اتصال پیدا کرنے والے ٹشوز (TISSUE) میں ٹیومر ہو جاتا ہے۔
- انسانی جسم کے کسی بھی سسٹم پر وائرل، بیکٹیریل، پروٹوزون اور فنگل انفیکشن (VIRAL-BACTERIAL PROTOZOAN AND FUNGAL INFECTION) ہو سکتا ہے۔
- خون کے سفید خلئے (W.B.C.S) پوری طرح تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔

جس کے نتیجے میں قوتِ مدافعت مکمل طور پر ختم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ خون کے سفید خلئے جن کا تعلق قوتِ مدافعت سے ہے پوری طرح تباہ و برباد ہو چکے ہوتے ہیں اور ایڈز کے وائرس تیزی سے ان سفید خلیوں پر اپنی حکومت قائم کرتے چلے جاتے ہیں۔ مریض کا دماغ مفلوج ہو جاتا ہے۔ اور وہ نامعلوم اور ناقابلِ تشخیص وجوہات کی بناء پر ہمیشہ کے لئے بخار، بھوک کی کمی اور تیزی سے گھٹتے ہوئے وزن کا شکار ہو جاتا ہے۔ جس سے دوبارہ صحت یاب ہونے کے مواقع کو میڈیکل سائنس ابھی تک ڈھونڈ نہیں پائی۔

اس بیماری کی اصل وجہ درحقیقت دنیا میں پھیلنے والی حد درجہ کی بے حیائی اور آزادانہ و غیر فطری جنسی اختلاط ہے۔ یعنی اوّل تو یہ بیماری ان لوگوں میں پھیلتی ہے جو کہ ہم جنس پرست ہوتے ہیں۔ اور دوسرے وہ جو شادی کے اصولوں کو نظر انداز کر کے فاحشہ عورتوں سے جنسی میل جول رکھتے ہیں۔ اور جب کسی مرد یا عورت کو یہ منحوس بیماری لگ جائے تو اس کے نطفہ یا خون سے دوسروں کو بھی یہ بیماری لگ سکتی ہے۔ چنانچہ اس بیماری کی بنیادی وجوہات درج ذیل ہیں:-

- یہ بیماری ہر اس مرد یا عورت کو لگ سکتی ہے جو کسی ایسے مرد یا عورت سے جنسی تعلق قائم کرے جسے پہلے سے یہ بیماری ہو۔
- کسی ایسے مرد یا عورت کا خون یا جسم کا کوئی حصّہ اپنے جسم کے لئے حاصل کیا جائے جسے یہ مرض ہو۔
- کسی ایسی سرنج سے انجکشن لگوایا جائے جس سے پہلے کسی ایڈز کے مریض کو انجکشن دیا گیا ہو۔ یا ایسے آلات سے آپریشن کیا جائے جن سے پہلے کسی H.I.V. مریض کا اپریشن ہوا ہو۔
- ہر وہ بچہ پیدائش سے ہی ایڈز کا مریض پیدا ہوتا ہے جو ایڈز کی مریضہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہو۔

یہ تو تھا اس بیماری کا تاریخی پس منظر اور اس کے لگنے کے وجوہات۔ اس سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ اس بیماری کی اصل وجہ صرف اور صرف بڑھتی ہوئی بے حیائی، غیر فطری اور بغیر شادی کے جنسی تعلقات ہیں۔ جہاں تک بغیر شادی کے جنسی تعلقات کے قیام کا سوال ہے تو اس تعلق میں دنیا کی حالت بد سے بدتر ہو چکی ہے۔ چنانچہ ۱۹۷۲ء میں امریکہ میں بغیر شادی کے چار لاکھ تین ہزار دو صد بچے پیدا ہوئے جبکہ ۱۹۸۹ء میں یہ تعداد بڑھ کر پانچ لاکھ ستانوے ہزار سات سو اٹھاسی ہو گئی تھی۔ جس کی اوسط ۱۷٫۱ بنتی ہے۔ فرانس میں یہ اوسط ۱۹۷۲ء میں ۸٫۷ اور ۱۹۸۰ء میں ۱۱٫۴ تھی۔ جرمنی میں ۷۲ء میں ۱۶٫۲ تھی جو بڑھ کر ۸۰ء میں ۲۲٫۸ ہو گئی۔ انگلستان میں یہ اوسط ۷۲ء میں ۸٫۶ اور ۸۹ء میں ۱۰٫۹ تھی۔ سویڈن میں ۷۲ء میں ۲۵٫۱ اور ۱۹۸۰ء میں ۳۹٫۷ فیصد تھی۔ اور ڈنمارک میں ناجائز ولادتوں کی شرح ۷۲ء میں ۱۴٫۴ اور ۸۰ء میں ۳۳٫۲ فیصد تھی۔

برٹش گورنمنٹ کے ۱۹۹۵ء کے جو سرکاری اعداد و شمار شائع ہوئے ہیں اُن کے مطابق برطانیہ میں ہر تیسرا بچہ بغیر شادی کے پیدا ہو رہا ہے۔ شادی کے بغیر جو حمل ٹھہرے ان کی تعداد دن بدن بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ اور جو حمل گرائے گئے اُن کا تو کوئی ریکارڈ ہی نہیں۔ اس سے یورپ کے باقی ممالک کا بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

بغیر شادی کے جنسی تعلقات اور بے دریغ حمل گرانے کے ساتھ ساتھ انسان نُما درندے یہاں تک آگے بڑھ گئے ہیں کہ اب معصوم بچوں کو اپنی درندہ صفت شہوانی عادتوں کا نشانہ بنانے لگے ہیں۔ چنانچہ اس تعلق میں انگلستان کی ایک تنظیم (N.S.F.P.C.) نیشنل سوسائٹی فار پری وینشن آف چائلڈ ابیوز (NATIONAL SOCIETY FOR PREVENTION OF CHILD ABUSE) کی تیار کردہ رپورٹ کے مطابق ۱۹۹۴ء کے مقابل پر گزشتہ سال ۱۹۹۵ء میں انگلینڈ میں معصوم بچوں سے متعلق جنسی جرائم میں ۱۳۷ فیصد اضافہ ریکارڈ کیا گیا ہے۔ اس میں بدتر حالت یہ ہے کہ ایسے بچوں کو خود ان کے ماں باپ اور قریبی رشتہ داروں کی طرف سے شہوانی درندگی کا نشانہ بنایا گیا ہے

(باقی دیکھئے ص۱۵ پر)

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان
پروپرائیٹرز:-
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
PHONE :- 04524 - 649.

ارشادِ نبوی
اِجْتَنِبُوا الْغَضَبَ
(سخت غصہ سے بچو)
(منجانب)
یکے از اراکین جماعت احمدیہ دہلی

طالبانِ دعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶-میسنگو لین- کلکتہ ۷۰۰۰۰۱
فون نمبرز:
۲۲۸۵۲۲۲
۲۲۸۱۶۵۲
۲۲۳۰۷۹۴

خطبہ جمعہ

مالی نظام سے وابستہ جماعت کو مالی نظام کی تقویٰ کی باریک راہوں پر ہمیشہ نظر رکھنی چاہئے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ
۳ نومبر ۱۹۹۵ء مطابق ۳ نبوت ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن

تحریک جدید کے نئے مالی سال کا اعلان

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیات قرآنیہ کی تلاوت فرمائی:

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا هَلْ يَسْتَوٗنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

(النحل: ۷۶)

یہ سورۃ النحل کی ۷۶ ویں آیت ہے جس کی میں نے تلاوت کی ہے اس کے مضمون سے ظاہر ہے کہ آج کے خطبے کا موضوع مالی قربانی ہے اور اس کا موقع یہ پیش آیا ہے کہ تحریک جدید کا ایک سال ختم ہو کر اب نئے سال کا آغاز ہوا ہے اور ایک لمبے عرصے سے یہی دستور چلا آرہا ہے کہ جب تحریک جدید کا ایک مالی سال ختم ہو کر دوسرے سال میں داخل ہوتا ہے تو پہلے خطبے میں سوائے اس کے کہ کوئی امر مانع ہو جائے کوئی اور روک پیدا ہو جائے تحریک جدید ہی کے موضوع پر خطبہ دیا جاتا ہے پس اس پہلو سے مالی قربانی کا جو مضمون میں نے اس آیت کے حوالے سے بیان کرنا ہے پہلے اس سے متعلق بات کروں گا پھر انشاء اللہ وہ اعداد و شمار آپ کے سامنے رکھوں گا جو گزشتہ سال کے اور اس سے پیوستہ سال کے ہمارے سامنے آئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ضرب اللّٰہ مثلاً عبدًا مملوکًا لا یقدر علٰی شیءٍ" اللہ ایک ایسے غلام کی مثال پیش کرتا ہے جس کے قبضے میں کچھ بھی نہ ہو "ومن رزقنٰہ منا رزقًا حسنًا" اور ایک ایسے شخص کی مثال جسے ہم نے اپنی جناب سے پاکیزہ رزق عطا کیا ہو "فھو ینفق منہ سرًّا وجھرًا" اور وہ اس میں سے چھپا کے بھی خرچ کرے اور ظاہر کر کے بھی خرچ کرے "ھل یستوٗن" کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں "الحمد للّٰہ" سب تعریف اللہ کے لئے ہے "بل اکثرھم لا یعلمون" بلکہ اکثر ان میں سے ایسے ہیں جو نہیں جانتے۔

یہاں جو عبد مملوک کی مثال ہے اس سے ذہن میں یہ مضمون اُبھرتا ہے کہ کوئی ایسا شخص ہو جو بے چارہ غریب ہو اس کے پلے کچھ نہ ہو، قبضہ قدرت میں کچھ نہ ہو اس کی مثال کے مقابل پر خدا کی راہ میں خرچ کرنے والے کی مثال دی گئی ہے اگر کوئی ایسا شخص ہے تو وہ معذور ہے اس کا تو اختیار ہی کچھ نہیں اس کو ایک نیک صاحب حیثیت کے مقابل پر رکھا کیا معنے رکھتا ہے۔ اس لئے دراصل عبد مملوک کے مضمون کو سمجھا نہیں گیا عبد مملوک سے مراد وہ شخص ہے جو مالی لحاظ سے خواہ کیسی ہی کشائش رکھتا ہو مگر جس مال کا مالک ہے اس کا غلام بھی ہے اور اسی مال کے بند ھنوں میں ایسا پھنسا ہوا ہے کہ کلیتہً بے اختیار ہو چکا ہے یا جس کی مثال ایسے شخص کی سی ہے جو دنیا کے دام میں پھنس چکا ہے اور اسے کوئی آزادی دنیا سے نصیب ہی نہ ہو کہ کار خیر میں کچھ کوشش کر سکے۔ تو عبد مملوک کے مقابل پر وہ عباد اللہ ہیں جو خدا کے غلام ہو جاتے ہیں اور ان کو پھر خیر کی آزادیاں نصیب ہوتی ہیں۔

پس یہ دو قسم کے غلام ہیں جن کا موازنہ قرآن کریم فرماتا ہے یہاں اختصار کے ساتھ، بعض جگہوں پر تفصیل کے ساتھ۔ پس دو میں سے ایک غلامی تو ہمیں بہر حال اختیار کرنی ہوگی ایک غلامی وہ ہے جو شیطان کی یا دنیا کی لالچ اور دنیا کے اموال کی غلامی ہے اس غلامی میں تم ہر خیر کے فعل سے عاجز آجاؤ گے۔ کسی نیک کام کی توفیق نہیں ملے گی اور دن بدن زیادہ سخت بندھنوں میں تم بے بس اور مقید ہوتے چلے جاؤ گے اور یہ وہ سلسلہ ہے جس کے متعلق پھر "عبدًا مملوکًا" کی وہ مثال صادق آتی ہے کہ "لا یقدر علٰی شیءٍ" اس کو کچھ بھی اختیار نہیں، کچھ بھی نہیں کر سکتا اب وہ لوگ جو بے حد امیر ہوں مگر جتنا امیر ہوں اتنا ہی اپنے اموال کے غلام بن چکے ہوں وہ بے چارے کچھ بھی نہیں کر سکتے اپنے اوپر بھی خرچ نہیں کر سکتے اپنے بچوں پر بھی خرچ نہیں کر سکتے۔ اپنی خواہشات بھی اس سے پوری نہیں کر سکتے کیونکہ مال کی غلامی کے سوا اور کوئی خواہش باقی نہیں رہتی اور یہ خواہش ہر دوسری خواہش پر غالب آجاتی ہے تو یہ اس سفر کی انتہا دکھائی گئی ہے جو مادہ پرستی کا سفر ہے جس میں انسان خود اپنی گردن مال کے نیچے دے دیتا ہے اور وہ پھر اس پر قبضہ کرتا چلا جاتا ہے پس یہ کیسی آزادی ہے کہ انسان خود اپنی ملکیت کا غلام ہو جائے۔

اس کے برعکس اللہ کی غلامی کا نقشہ کھینچا گیا ہے کہ ہم ایسے شخص کو جو ہمارا غلام ہو جاتا ہے وہ ہمارے رنگ سیکھتا ہے ہم اسے عطا کرتے ہیں وہ آگے عطا کرتا ہے اور یہ ممکن ہی نہیں کہ غلام ہو اور آقا کے مزاج کے خلاف مزاج رکھے

کیونکہ آقا کے مزاج کے خلاف اگر مزاج ہو بھی تو اس مزاج کو استعمال کرنے کی اسے اجازت ہی نہیں ہوتی۔ مملوک کامل تو وہ ہے جو اپنے آقا کے مزاج کے مطابق چلتا ہے۔ پس دشمن کا بھی ایک مزاج ہے جس کو ایک ہندی مصرعہ کی صورت میں یوں کہا گیا ہے گویا ایک قسم کی ضرب المثل ہے کہ ؎

مایا کو مایا ملے کر کر لانبے ہاتھ ٭ تلسی داس غریب کی کوئی نہ پوچھے بات

یعنی شعر ہے مصرعہ نہیں کہ دولت کا مزاج تو یہ ہے کہ دولت کو ملتی ہے اور لمبے لمبے ہاتھ کر کے اسے سمیٹتی چلی جاتی ہے اور یہ مزاج جو ہے وہ غریب سے مستغنی ہو جاتا ہے اسے کچھ بھی پرواہ نہیں رہتی کہ بنی نوع انسان میں سے دوسرے لوگ کس حال میں زندگی بسر کر رہے ہیں کیونکہ دولت کو دولت کی حرص ہوتی ہے۔ یہی جہنم کا مزاج قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے اور مادہ پرستی کے اندر یہ بات شامل ہے۔ پس فرمایا جس کو ہم رزق دیتے ہیں وہ تو ہمارا مزاج لیتے ہیں یعنی اللہ تو رزق سب کو دیتا ہے مگر یہاں بڑے پیار سے ان بندوں کا ذکر ہے جو خدا کے ہو چکے ہوں جب وہ خدا سے رزق لیتے ہیں تو پھر خدا کی طرح اس مال کو آگے خرچ کرتے ہیں اور خرچ کبھی "سِرًّا وَّعَلَانِيَةً" چھپا کے بھی اور ظاہر بھی "سِرًّا وَّ جَهْرًا" چھپا کے بھی اور اونچی آواز سے بھی یعنی بتا کے بھی۔

اب یہ بھی اللہ کا مزاج ہے اور اللہ کی اکثر عطا "سِرًّا" ہے اس میں اکثر صفات جو انسان کو دی ہیں یا اپنی ہر مخلوق کو جو عطا کی ہیں وہ بغیر شور کے ہیں ان میں کوئی اظہار نہیں نہ ان صفات کے مالک کو جن کو عطا کی گئی ہیں اس کا شعور ہی ہوتا ہے کہ میں کن کن صفات کا مالک ہوں نہ وہ گفتگو میں ظاہر ہوتی ہیں اب سائنسدان مثلاً انسان کے اندرونی اعضاء کی جو مخفی اعضاء ہیں انسان کی نظر سے ان کی جو صفات معلوم کر رہے ہیں یہ تو ابھی سفر کا آغاز ہے مگر جتنی بھی معلوم کر چکے ہیں بے انتہا علم کے خزانے ہیں جو ہمارے ہاتھ آسکے ہیں اور ان کے متعلق کوئی شور نہیں تھا کچھ بتایا ہی نہیں گیا، کوئی احسان تفصیل سے جتایا ہی نہیں گیا۔ اللہ کے مخفی ہاتھ نے ایک عطا کر دی ہے اور وہ ساری کائنات میں اسی طرح ایک مخفی ہاتھ سے عطا کرتا چلا جاتا ہے اور بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ اس عطا کو کھل کر اپنے جوہر دکھانے کا موقع ملتا ہے وہ آواز کی صورت میں دوسروں تک پہنچتی ہے۔ انسان کو جو صفات حسنہ عطا کی گئی ہیں ان میں انسان بولتا بھی ہے نکھرتا بھی ہے اپنے کلام کے ذریعے اپنے اشاروں کے ذریعے اپنی دوسری صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے بنی نوع انسان پر اپنی صفات کو اس طرح ظاہر کرتا ہے کہ اس کی انا اس سے تسکین پاتی ہے پس وہ تو اپنی تسکین انا کی خاطر کرتا ہے مگر در حقیقت یہ اللہ کا ہاتھ ہے جو اس کے اندر بول رہا ہے اس کی نیت اور ہے مگر اللہ نے اس کو وہ صلاحیت بخشی ہے جو بلند آواز سے بتا سکتی ہے کہ میں ایک صلاحیت ہوں۔ ایسی نعمتیں عطا کی ہیں جن میں طاقت ہے اپنے اظہار کی اور وہ پھر چھپی نہیں رہتیں اور اس مضمون کا تعلق صرف لفظی اظہار سے نہیں ہے یا تحریری اظہار سے نہیں ہے بلکہ عملاً بہت سی ایسی نعمتیں ہیں جو اپنی زبانِ حال سے بولتی ہیں، آنکھیں ہیں، ایک انسان جو آنکھوں والا پھر رہا ہے اس کی آنکھوں کی طرف خواہ آنکھوں والے کا دھیان عام طور پر نہ بھی جائے یا خود اپنی آنکھوں پر کبھی غور نہ کرے مگر جب کوئی اندھا دیکھتا ہے تو اس کی آنکھیں بولنے لگتی ہیں اور جن آنکھوں کو وہ دیکھتا ہے وہ بولنے لگتی ہیں انسان کو بتاتی ہیں کہ اللہ کا بڑا احسان تھا جو "سِرًّا" تھا تمہاری نظر سے مگر عملاً تو "جَهْرًا" ہے۔ یہ تو ہر وقت دکھائی دینے والی چیز ہے۔ اس کا پیغام ہر سمجھنے والا، سننے والا اور سمجھنے والا ہے۔ زبان بولتی ہے کبھی خیال بھی نہیں آتا کہ یہ ایک بہت بڑی نعمت ہے جو کھلی اور ظاہر نعمت ہے۔ مگر جب گونگے ... یہی بات کر نہیں سکتے کسی گونگے کو مشکلات میں مبتلا دیکھیں تب سمجھ آتی ہے کہ یہ تو ایک خدا کا انعام جہر ہے ٹھیک ٹھاک درست ہو انسان کے چہرے کی دونوں آنکھیں ہوں، ناک ہو، ہونٹ ہوں متوازن ہوں تو یہ بھی ایک جہری انعام ہے۔ یہ سری انعام نہیں ہے۔ مگر انسان بسا اوقات اللہ کی نعمتوں کو ان کے جہر کو بھی "سر" میں بدل دیتا ہے۔ خیال ہی نہیں کرتا ان کا لیکن جب ایک انسان کے ہاں مثلاً ایک معذور بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اس کے ناک کے اندر ایک پردہ نہیں تو آواز ہی ناک سے نکلتی ہے اور ساری زندگی کے لئے وہ آواز سے اپنی اس نعمت کا احساس دلاتی ہے جو اسے میسر ہے پہلے خیال ہی نہیں آتا تھا۔ تو ایک بگڑی ہوئی آواز ایک صحت مند آواز کے حق میں بولتی ہے اور بتاتی ہے کہ کتنا بڑا انعام تھا جو جہری انعام تھا جس سے تم نے آنکھیں بند رکھیں اور اپنے کان بند رکھے تو یہ نظام ہے اللہ تعالیٰ کی عطا کا تو جو اس کے بندے ہیں انہوں نے اسی سے آخر زندگی کی رمزیں سیکھنی ہیں، زندگی کی ادائیں سیکھنی ہیں۔ پس خدا کے پاک بندے بھی سرًّا بھی نیکیاں کرتے ہیں اور جہرًا بھی کرتے ہیں۔

> تمام دُنیا میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کا قدم ترقی کی جانب ہے اور پہلے سے بڑھ کر مالی قربانیاں پیش کی جا رہی ہیں۔

اور یہ عجیب لطف کی بات ہے کہ جتنا خدا سے دور ہو لیکن خدا کی طرف حرکت کر رہا ہو اس کی ظاہری نیکیوں کا توازن سری نیکیوں کے مقابل پر زیادہ ہوتا ہے اور جتنا کوئی خدا کے قریب ہوتا چلا جاتا ہے یہ توازن الٹتا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کی ظاہری نیکیاں اس کی سری نیکیوں سے مغلوب ہو جاتی ہیں اور اکثر نیکیاں اس کی مخفی رہتی ہیں۔ یہاں تک کہ انبیاء کی ذات پوشیدہ ہو جاتی ہے جب تک خدا نہ اُن کو اُبھار کے ان کی طرف سے اعلان کرے اور ان کے حسن کا اظہار نہ کرے وہ مخفی رہتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی زندگی کا جائزہ لیتے ہوئے اپنے ابتدائی دور اور دوسرے دور کا موازنہ فرمایا ہے۔ اس میں یہی راز کھولا ہے کہ اگر خدا مجھے مجبور نہ کرتا اور خدا خود مجھے باہر نکال کر دنیا کو نہ دکھاتا تو میں اسی حال پر راضی تھا جو میرا مخفی حال تھا۔ پس سوائے اللہ کے کوئی آنکھ نہیں جانتی تھی کہ میں کیا کرتا تھا میری کیا سوچیں تھیں میرے کیا اعمال تھے کیونکہ وہ دُنیا کی نظر سے مخفی تھے۔

پس یہ بھی ایک عجیب سفر ہے جو اظہار سے اخفاء کی طرف چلتا ہے جو جہر سے "سر" کی طرف روانہ ہے اور انفاق فی سبیل اللہ میں بھی یہی مضمون ہے کہ اللہ کی راہ میں ظاہری مال خرچ کرنے والے بھی شروع میں اتنا مخفی ہاتھ نہیں رکھتے لیکن دن بدن اظہار سے کچھ گھبرانے لگتے ہیں۔ اظہار مزاج کے مطابق نہیں رہتا پھر جیسا کہ مجبوریاں ہیں۔ مثلاً آنکھ کے حسن کا اظہار تو ہوگا ہی اگرچہ اس کے پیچھے وہ رگیں پوشیدہ ہیں جن کے بغیر آنکھ بے کار ہے، وہ دماغ پوشیدہ ہے جس کے بغیر ان رگوں کا نظام بے کار ہو جاتا ہے وہ دماغ کے اندرونی رابطوں کا نظام ہے جو نظر میں نہیں آتا تو آنکھ میں جو ظاہر ہے اس "سر" کا پہلو بہت زیادہ ہے۔ کان میں بھی جو ظاہر ہے "سر" کا پہلو بہت زیادہ ہے۔ زبان میں بھی جو بولتی ہے وہ مخفی اسرار اور صلاحیات جو زبان کے بولنے کے نظام کے پیچھے کام کر رہے ہیں وہ

دکھائی نہیں دیتے بلکہ وہ سنائی دیتے ہیں تو اسی طرح خدا کے بندے جب خدا کی طرف حرکت کرتے ہیں اور نسبتاً کم مملوک ہوتے ہوئے زیادہ مملوک بننے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کا مطلب ہے کہ دنیا کی غلامی سے آزاد ہو کر ان کی زنجیروں میں آثار رہے ہوتے ہیں اور اللہ کی رضا کی زنجیروں کے لئے اپنے ہاتھ آگے بڑھاتے ہیں یہاں تک کہ یہ سفر کامل طور پر ان کو خدا کا مملوک بنا دیتا ہے ان کے متعلق پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "عباد الرحمٰن"

اب وہ صفات دیکھیں جو عباد الرحمٰن کی ہیں لفظ عباد وہی استعمال فرمایا جا رہا ہے جو خدا کے سب بندوں پر استعمال ہوتا ہے لیکن وہ صفات مخصوص ہیں ان عباد کی جو طوعی طور پر خدا کے عبد بنتے ہیں مجبوراً تو سب عبد ہی ہیں لیکن مجبوری کی غلامی صفات حسنہ جو خدا کی طرف سے بندے میں منتقل ہوتی ہیں ان کی راہ میں روک بن جاتی ہیں۔ مجبوری کی غلامی کا مطلب یہ ہے کہ دل کسی اور کا غلام ہے اور خدا کے رستے میں ہم مجبور ہیں وہی مالک ہے اس کی مرضی کے خلاف کچھ کر ہی نہیں سکتے اس لئے وہ جو خدا کی صفات حسنہ یا اسماء کا ایک بہاؤ ہے خدا کی طرف سے بندے کی طرف وہ عباد الرحمٰن کے سوا دوسرے بندوں کو نہیں پہنچتا سوائے اس کے جو فیض عام کی صورت میں ہر مخلوق کو حاصل ہے وہ حاصل نہ ہوتا تو کوئی سفر اس کی جانب ہو ہی نہیں سکتا تو ایسی صورت میں اپنے خرچ کو دیکھ کر اس سے بھی اپنی ذات کو پہچانا جا سکتا ہے۔ اپنے خرچ کے انداز کو دیکھ کر اس کے آئینے میں بھی انسان معلوم کر سکتا ہے کہ میں اپنی روح کی کیا شکل بنا رہا ہوں اور پھر پہلے اور بعد کے موازنے سے انسان یہ معلوم کر سکتا ہے کہ میرا سفر خدا کی سمت ہے یا خدا سے دور ہے

> **مالی قربانی سے جو نفس کی پاکیزگی کا تعلق ہے اس میں مالی قربانی کرتے وقت اس کا کچھ دکھ محسوس ہونا چاہیئے تاکہ انسان سمجھے کہ میں نے تکلیف اٹھائی ہے مگر خدا کی خاطر اٹھائی ہے۔ یہ احساس ہے جو اس کے اندر پاکیزگی پیدا کرتا ہے**

پس خرچ کرنے والا آخری عمر میں جا کر اپنے خرچ سے تنگ رہا ہو اس کی طبیعت پہ خرچ کی صورت میں زیادہ بوجھ پڑنے لگا ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے خدا کی غلامی کی زنجیریں بھاری لگنے لگی ہیں اور وہیں سے اس کا سفر ترقی معکوس کی طرف الٹ جاتا ہے پس مالی نظام سے وابستہ جماعت کو مالی نظام کی تقویٰ کی باریک راہوں پر ہمیشہ نظر رکھنی چاہیئے کیونکہ جو خدا کے دین کی ضرورت ہے سر دست تو اس کی خاطر کی جاتی ہے مگر وہ ضرورت پورا کرنا اس نظام کی پوری تصویر نہیں ہے۔ اس نظام کے پس منظر میں جو معنوی انعامات ہیں اللہ تعالیٰ کے وہ اس سے زیادہ ہیں جو ضرورت کی صورت میں ہمیں دکھائی دیتے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس مضمون پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور بہت باریک نکات ہمارے سامنے رکھے ہیں اور ان سب کی بنیاد قرآن کریم کی آیات پر ہے اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ارشادات پر ہے۔ اس لئے مالی نظام کا وہ پہلو تو ہمیں جماعت میں دکھائی دے رہا ہے جو ضرورت حقہ پوری کرتے وقت دکھائی دیتا ہے۔ یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے آج کے زمانے میں ایک ہی منفرد جماعت دنیا میں پیدا فرمائی ہے جو فی اللہ للہ وہ قربانی کرتی چلی جاتی ہے جو دنیا کی نظر میں کمر توڑ دینے والے بوجھ ہیں جو تمام دنیا دار کے اوپر ڈالے جائیں خواہ وہ ٹیکس کی صورت میں ڈالے جائیں یا اور کسی بہانے سے تو تمام دنیا کا انسان اس نظام کے خلاف بغاوت کر دے اور دنیا کا امن برباد ہو جائے۔ انسان اتنے بوجھ اٹھا ہی نہیں سکتا خواہ قانون کی مجبوری سے بھی اٹھانے پڑیں لیکن ایک جماعت ایسی ہے جو جتنا بوجھ اٹھاتی ہے اور زیادہ دل چاہتا ہے کہ اور بھی اس میں اضافہ کرتے چلے جائیں اور نظریں ڈھونڈتی ہیں اپنی جیبوں کی تلاش کرتی ہیں۔ اپنے عزیزوں کی جیبوں کی تلاش کرتی ہیں بہانے ڈھونڈتی ہیں کس طریقے سے ہم کچھ خرچ کم کر دیں کس طرح سے محنت زیادہ کر کے کمائی زیادہ کریں تاکہ یہ ضرورت پوری ہو اور ہمارے دل کو چین نصیب ہو۔

تو یہ سفر جو ہے یہ عبودیت کی طرف عبد کا سفر ہے۔ عباد الرحمٰن کی جانب سفر ہے جس کی تفصیل اس آیت میں ملتی ہے کہ پھر وہ خدا کے رنگ اختیار کر کے مخفی طور پر خرچ کرتے ہیں اور جہراً بھی۔ اب مخفی کو پہلے رکھنا بتا رہا ہے کہ مخفی کو فوقیت دیتے ہیں۔ پس یہ بات جو میں نے بیان کی ہے کہ ان کا سفر مخفی نظام قربانی کو بڑھانے کی طرف ہے اور ظاہر کا نمبر بعد میں آتا ہے یہ اس آیت کے کلمات کی ترتیب سے ظاہر ہے "سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً" دل ان کا چاہتا ہے سرا کرنے کو۔ فوقیت دیتے ہیں سر کو لیکن مجبوریاں ہیں بعض دفعہ اگر سر ہی رہے تو سارے مومنین میں جو جذبہ کو آگے بڑھانے کا نظام ہے اس میں کمزوری آ جائے گی اور ان کا اعلان ان کا جہر اپنی ذات کو نمایاں کرنے کے لئے نہیں بلکہ دوسرے مومنوں میں قربانی کا جذبہ بڑھانے کی خاطر ہوتا ہے اور اسی وجہ سے نظام جماعت کو بعض دفعہ ان کے ذکر بھی کرنے پڑتے ہیں۔ اگر انفرادی طور پر نہ کیا جائے تو جماعتی طور پر کرنے پڑتے ہیں اور جماعتی طور پر جب ظاہر کئے جاتے ہیں تو جماعت کی عمومی انا کو ضرور کچھ تسکین ملتی ہو گی مگر یہ وہ تسکین ہے جو اللہ کی خاطر قربانی کرنے کے احساس کے نتیجے میں ملتی ہے۔ اس لئے یہاں انا کی تسکین ناجائز نہیں بلکہ پر لطف بھی ہے اور جائز بھی ہے۔

> **وہ انفاق فی سبیل اللہ جو مخفی طور پر کیا جائے اس سے نفس کی بخیلی بہت زیادہ دور ہوتی ہے بہ نسبت اس انفاق فی سبیل اللہ کے جو ظاہر کر کے کیا جائے۔**

مگر انفرادی طور پر اگر بار بار نام لئے جائیں جو بعض دفعہ کبھی کبھی لینے بھی پڑتے ہیں تو اس صورت میں خطرہ یہ ہے کہ اس فرد کی انا موٹی ہو جائے اور محض للہ تسکین نہ پائے بلکہ اس کی جو اپنے دکھانے کی فطری تمنا ہے اپنے آپ کو بڑا دکھانے کا جو جذبہ زندہ چیز میں پایا جاتا ہے وہ جذبہ موٹا ہو جائے اور اسی حد تک وہ خدا کے قرب سے محروم ہوتا چلا جائے۔ پس یہ سارے جو توازن ہیں ان کو برقرار رکھنا پڑتا ہے اور کبھی ایک پہلو پر زور دیا جاتا ہے کبھی دوسرے پہلو پر۔ مگر جہاں تک جماعتوں

کی دوڑ کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ اللہ کے فضل سے اس میں کوئی قباحت کا پہلو نہیں ہے، کم از کم اب تک ہمیں کوئی قباحت کا پہلو دکھائی نہیں دیا اس لئے پہلے تو بسا اوقات نام بھی لئے جاتے تھے مگر اب حتی المقدور میری کوشش یہی ہے کہ جماعتی موازنے کئے جائیں اور انفرادی موازنے نہ کئے جائیں۔ انفرادی موازنہ بے ضروری لیکن ہر شخص کے لئے ضروری ہے۔ اس لئے میرے خطبے کے اس پہلے حصہ کا اس انفرادی موازنے سے تعلق تھا جو میں چاہتا ہوں آپ میں سے ہر ایک اور میں بھی ہم سب ہمیشہ کرتے رہیں اور وہ موازنہ ہے صفات حسنہ کا جو کامل تصویر خدا تعالیٰ نے پیش فرمایا ہے یعنی ان عباد الرحمٰن کا جو شیطان کے غلام نہیں رہے جو شیطان کی غلامی سے کامل طور پر آزاد ہو گئے ہیں، جن کی دولت جن کی ملکیت ان کی غلام ہے وہ نہ اپنی دولت کے غلام ہیں نہ اپنی ملکیت کے، نہ اپنی اولاد کے، نہ اپنے عزیزوں کے نہ نفسانی خواہشات کے۔ وہ جب آزاد ہوتے ہیں تو پھر خدا کی راہ میں کیسے کیسے خرچ کرتے ہیں ان کی تفصیل قرآن کریم میں جگہ جگہ دکھائی دیتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کی سیرت میں ملتی ہے۔ پس اس موازنے سے مراد یہ ہے کہ اپنا موازنہ ان مثالی تصویروں سے کرتے رہنا چاہئے اور یہ دیکھتے رہنا چاہئے کہ ہم زندگی کے سفر کے ساتھ ساتھ ان تصویروں کے قریب آ رہے ہیں یا ان سے دور ہٹ رہے ہیں۔

یہاں تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک الفاظ میں مالی قربانی کی تعریف کا تعلق ہے میں ایک دو اقتباسات حضرت اقدس کے پڑھ کر سناتا ہوں پھر وہ جماعتی موازنہ ہے وہ آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

> ”جب انسان خدا تعالیٰ کے لئے اپنے اس مال عزیز کو ترک کرتا ہے جس پر اس کی زندگی کا مدار اور معیشت کا انحصار ہے اور جو محنت اور تکلیف اور عرق ریزی سے کمایا گیا ہے تب بخل کی پلیدی اس کے اندر سے نکل جاتی ہے۔“

اب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کو دوبارہ غور سے سنیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ آپ محض مالی قربانی کی بات نہیں کر رہے آپ ایسی مالی قربانی کی بات کر رہے ہیں جس کا اثر بنیادی ضروریات تک پہنچتا ہے جس کی آواز اس دکھ میں محسوس ہوتی ہے جو انسان اپنی ضرورت کی چیز قربان کرتے وقت ویسے محسوس کرتا ہے وہاں تک جب تک قربانی کی دھمک نہ پہنچے اس وقت تک یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس قربانی نے بخل کی ہر پلیدی کو اندر سے نکال پھینکا ہے۔ پس حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کو محض سطحی نظر سے دیکھنے سے آپ کچھ بھی نہیں سمجھ سکتے بار بار پڑھنے کا اس لئے ارشاد ہے کہ غور کریں تو پھر آپ کو اس کا پیغام سنائی دینے لگے گا۔ اور جب وہ روشن ہوتا ہے تو اس کے ساتھ دل و دماغ روشن ہو جاتے ہیں فرمایا:

> ”اپنے اس مال عزیز کو ترک کرتا ہے جس پر اس کی زندگی کا مدار اور معیشت کا انحصار ہے اور جو محنت اور تکلیف اور عرق ریزی سے کمایا گیا ہے۔“

اکثر وہ افراد یا درمیانے درجے کے لوگ بھی جو روزمرہ کی زندگی کی ضرورتوں کے معاملے میں پریشان نہیں رہتے ان کے پاس کچھ مال بچ جاتا ہے۔ وہ جب مالی قربانی کرتے ہیں ان کے ثواب سے تو خدا کبھی ان کو محروم نہیں رکھے گا۔ اگر صبر سے نیک ہیں تو اس کا ثواب ضرور عطا ہوگا مگر ایک اور مضمون ہے جو مسیح موعود علیہ السلام بیان فرما رہے ہیں کہ مالی قربانی سے جو نفس کی پاکیزگی کا تعلق ہے اس میں مالی قربانی کرتے وقت اس کا کچھ دکھ محسوس ہونا چاہئے تاکہ انسان سمجھے کہ میں نے تکلیف اٹھائی ہے مگر خدا کی خاطر اٹھائی ہے۔ یہ احساس ہے جو اس کے اندر پاکیزگی پیدا کرتا ہے۔ فرمایا یہ اگر ہو جائے ”تو تب بخل کی پلیدی اس کے اندر سے نکل جاتی ہے“۔ یعنی بخل ایک پلیدی ہے۔ بخل کی تعریف تو کئی طرح سے کی گئی ہے مگر یہاں بخل سے مراد یہ ہے کہ ہر وہ ضرورت حقہ جس پر خرچ کرنا خدا کے نزدیک پسندیدہ ہے اس ضرورت حقہ کو پورا کرتے ہوئے خواہ وہ اپنوں کی ہو یا غیروں کی ہو، جماعت کی ہو یا افراد کی ہو جو روک طبیعت میں پیدا ہوتی ہے اسے بخل کہا جاتا ہے اور ضرورت حقہ کی تعریف میں یہ بات داخل ہے کہ اپنے نفس کو کاٹ کر یا مار کر نہیں بلکہ اسی حد تک پوری کی جائے گی کہ غریب کی تکلیف میں کبھی آپ شامل ہو جائیں اور آپ کی خوشیوں میں بھی وہ شامل ہو جائے اور دونوں طرف سے شراکت ہو یہ مضمون ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرما رہے ہیں۔ جب یہ ہوگا تو تمہارے نفس سے بخل کی پلیدی نکال باہر پھینکی جائے گی فرماتے ہیں:۔

> ”اور اس کے ساتھ ہی ایمان میں بھی ایک شدت اور صلابت پیدا ہو جاتی ہے“۔

فرمایا ہے اس کے نتیجے میں ایمان چمک اٹھتا ہے اور اس کے اندر صرف قوت ہی نہیں بلکہ مضبوطی اور روشنی پیدا ہو جاتی ہے۔ ایمان کی مضبوطی اور اس کی صلابت سے مراد یہ ہے کہ اس کے اندر سے ایک شعلہ نور اٹھتا ہے جو اسے زیادہ روشن کر دیتا ہے زیادہ یقینی بنا دیتا ہے۔

پس یہ وہ مخفی فائدے تھے جس کی طرف میں نے اشارہ کیا تھا کہ یہ ”سر“ کا پہلو ہے انفاق کا جو ظاہری انفاق کے علاوہ اپنے فیوض میں بھی ثمر رکھتا ہے وہ انفاق فی سبیل اللہ جو مخفی طور پر کیا جائے اس سے نفس کی بخیلی بہت زیادہ دور ہوتی ہے بہ نسبت اس انفاق فی سبیل اللہ کے جو ظاہر کر کے کیا جائے کیونکہ مخفی انفاق کو تو کوئی دیکھ ہی نہیں رہا۔ مخفی انفاق تو ایسے ہے جیسے کہتے ہیں ”جنگل میں مور ناچا کس نے دیکھا“ خوب صورت تو لگتا ہوگا لیکن دیکھا ہی کسی نے نہیں تو کیا فرق پڑتا ہے ناچا یا نہ ناچا۔ ایسی کیفیت میں جب انسان مالی قربانی کرتا ہے تو تب خدا اسے دیکھتا ہے حالانکہ سب کو دیکھ رہا ہے مگر ایک حسن پر جب نگاہ پڑتی ہے تو اور طرح سے پڑتا ہے۔ آپ بھی تو رستے چلتے ہر جگہ دیکھ رہے ہیں۔ سفر کرتے ہیں تو دیکھ رہے ہیں مگر وہاں نگاہ پڑتی ہے جہاں حسن آپ کو کھینچتا ہے کسی موڑ پر کوئی خوبصورت وادی دکھائی دے تو وہ دیکھنا اور ہے اور ویسے سارا راستہ دیکھتے ہی تو جا رہے ہیں اگر سوئے نہیں ہوتے تو دیکھ رہے ہوتے ہیں تو ان معنوں میں خدا دیکھتا ہے کہ جہاں اس کو کوئی اپنا عبد سلوک دکھائی دے اس کی کوئی خوبصورتی چمک اٹھے تو تب اس پر نظر پڑتی ہے پس ایسا بندہ جو ”سر“ میں خرچ کرتا ہے اور اس حالت میں دنیا کی نظر سے غائب ہو جاتا ہے، دیکھنے والا خدا کے سوا کوئی نہیں رہتا تب خدا اسے کئی طرح سے دیکھتا ہے ایک تو اس طرح جیسے میں نے بیان کیا ہے دوسرے اس طرح کہ جب میری خاطر اس نے چھپا لیا اس کو کوئی دیکھنے والا نہیں تو میں اور میرے فرشتے اس کو دیکھیں گے اور اس نظر کی جو قدر و قیمت ہے اور اس کا جو فیض ہے وہ بھی اپنی ذات میں منفرد ہے۔ وہ انسان کے دیکھنے سے نہیں پہنچ سکتا۔ اس کے فیض میں پھر نفس کی پلیدیاں دور ہوتی ہیں۔ خدا کی نظر تزکیہ ہے۔ خدا کا اپنے بندے کے حال کو دیکھنا جو کہ

اس کے پیار میں ایک ادنیٰ حالت سے اعلیٰ کی طرف حرکت کر رہا ہے وہ انسانی روح اور اس کی فطرت جو خدا کی خاطر سجتی ہے اسے پھر خدا اور نظر سے دیکھتا ہے اور وہ نظر خود اس کے سنگھار کرنے کا موجب بن جاتی ہے۔ اس کی پلیدیاں دور کرنے کا موجب بن جاتی ہے۔ یہ کوئی فرضی مضمون نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چونکہ ساری زندگی کا یہ تجربہ تھا کہ جب خدا دیکھ رہا ہو تو اس کے کیا نتائج پیدا ہوتے ہیں اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب ایسی بات لکھتے ہیں تو اس کے پیچھے ایک زندگی کے تجربے کا مضمون ہے جو بیان ہو رہا ہے۔ وہ نظم نہیں آپ نے پڑھی۔ بارہا پڑھی یا سنی ہے "سبحان من یرانی" اب یہ کوئی جھوٹا سا سوچ بھی نہیں سکتا کہ یہ مصرعہ لگا کے، ٹیپ کا مصرعہ بنا کے "سبحان من یرانی" اس لئے کہ اس "یرانی" کے اندر جب بھی آپ اس کو دہراتے ہیں ایک نیا لطف محسوس کرتے ہیں اور اس خدا کی نظر کا ایک لمبا تجربہ ہے۔ پس جہاں بھی خدا کے دیکھنے کا مضمون پیدا ہوتا ہے اس میں یہ پس منظر بھی ضرور اس کے پیچھے جلوے دکھا رہا ہے خواہ آپ گہری نظر سے اسے نہ بھی دیکھ سکیں مگر ہوتا ضرور ہے۔

پس دیکھنے کا جو مضمون ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختلف جگہوں پر بیان فرمایا ہے میں اس کی بات اب کر رہا ہوں اس موقعہ پر وہ چسپاں ہوتا ہے۔ جب ایک انسان خدا کی خاطر "سر" کے ہاتھ سے کچھ خرچ کرتا ہے اس وقت خدا کے سوا کوئی دیکھنے والا نہیں رہا۔ جب خدا دیکھتا ہے تو پھر ایسے آثار ظاہر فرماتا ہے کہ ایسا بندہ محسوس کرنے لگتا ہے کہ میں خدا کی نظر میں ہوں۔ اور جو کسی ایسے وجود کی نظر میں ہو جس کی عظمت دل پر چھائی ہو، جس کے سامنے انسان کو اچھا بننے کی تمنا ہو تو لازم ہے کہ وہ پھر سنگھار کرے گا۔ اگر بیوی ہے جس کی طرف اس کے خاوند کی اگر اس سے اس کو پیار ہے، توجہ ہے تو ہر توجہ اس کو اپنی کوئی کمزوری دور کرنے کی طرف متوجہ کرے گی۔ کوئی داغ ہے وہ اسے دور کرے گی۔ کوئی خوبی موقعہ نہیں ہے وہ زائد اس پر پیدا کرنے کی کوشش کرے گی۔ پس یہ وہ مضمون ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں بیان فرمایا کہ اس کی پلیدیاں دور ہوتی ہیں اور حسن میں اضافہ ہوتا ہے۔

اگر اس مضمون کو اس طرح نہ سمجھیں تو مال خرچ کرنے سے کیوں پلیدیاں دور ہوئیں، کیوں حسن میں اضافہ ہوا، اس کی سمجھ نہیں آسکتی۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

"یہ دونوں حالتیں مذکورہ بالا جو پہلے اس سے ہوتی ہیں ان میں یہ پاکیزگی حاصل نہیں ہوتی بلکہ ایک چھپی ہوئی پلیدی ان کے اندر رہتی ہے۔"

پھر فرماتے ہیں:-

"اپنا محنت سے کمایا ہوا مال محض خدا کی خوشنودی کے لئے دینا یہ کسب خیر ہے جس سے نفس کی ناپاکی جو ناپاکیوں سے بدتر ہے یعنی بخل دور ہو جاتا ہے۔"

مالی نظام محض جماعتی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے نہیں ہے۔ ہر اس فرد کی روحانی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے ہے جو اس مالی نظام میں حصہ لیتا ہے

اب بخل کو سب ناپاکیوں سے بدتر قرار دیا ہے۔ یہ بھی بہت بڑا گہرا مضمون ہے اور امر واقعہ یہ ہے کہ بخل ہر فیض سے انسان کو محروم کر دیتا ہے کیونکہ اللہ سے تعلق توڑ دیتا ہے۔ خدا سے تعلق کے قیام کے لئے قرآن نے انفاق فی سبیل اللہ ضروری شرط بیان کی ہے۔ کیونکہ خدا اپنے بندوں پر ویسے ہی مہربان ہوتا ہے یا ان کی طرف نظر فرماتا ہے جیسے وہ اس کے بندوں سے کرتے ہیں یا اس کے دین سے کرتے ہیں۔ جو شخص خدا کے دین کے لئے بخیل ہوگا، جو شخص خدا کے بندوں کے لئے بخیل ہوگا، ضرور ہے بندوں کے لئے بخیل ہوگا اللہ اسی حد تک اس سے ویسا ہی معاملہ کرتا ہے۔ اور "انا عند ظن عبدی بی" کا ایک یہ بھی معنی ہے کہ میں اپنے بندے کے اس ظن کے مطابق ہو جاتا ہوں جو وہ میرے متعلق کرتا ہے۔ اگر وہ ظن خیر ہے تو خود بھی ویسا ہی بنے گا۔ اگر وہ ظن بد ہے تو وہ خود بھی ویسا ہی بن رہا ہوگا تو اللہ اس سے ویسا ہی سلوک کرنے لگ جاتا ہے۔ پس اگر وہ بخیل ہے تو اسی حد تک اپنے فیض کا ہاتھ اس سے روک لیتا ہے جس حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ ہر پلیدی سے بدتر اور بدبخت پلیدی بخل ہے کیونکہ جو فیض کے لافانی چشمے سے محروم رہ جائے اس سے زیادہ پلید اور کیا چیز ہوگی۔ اس میں تو کچھ بھی نہیں رہتا سوائے گند کے

پس مالی نظام محض جماعتی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے نہیں ہے۔ ہر اس فرد کی روحانی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے ہے جو اس مالی نظام میں حصہ لیتا ہے اور روحانی نظام میں اس کی روح کو سمجھتے ہوئے جہاں تک ممکن ہو "سراً" جہاں تک ممکن ہو جہراً بھی حصہ لینے کے نتیجے میں جو فیض جماعت پاتی ہے اس پر ہر فرد جماعت گواہ ہے۔ اتنے مختلف طریق سے یہ فیض عطا ہوتے ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے اور اس طرح خدا ان کو بعض دفعہ گنتی کر کر کے ان کی قربانیاں واپس کرتا ہے اس لئے نہیں کہ خدا زیادہ دے نہیں سکتا اس لئے کہ خود اگر زیادہ دیا جائے تو ان کو پتہ ہی نہیں لگے گا کہ کیوں ملا ہے۔ مگر ایک شخص ہے جس نے اپنی جمع شدہ پونجی میں سے کل کی کل پیش کرنے کا فیصلہ کر دیا جب کہ دوسری ضروریات تھیں مثلاً چار ہزار دو سو بائیس مارک۔ تھے غالباً یہی تعداد تھی، FIGURE یہ تھی۔ اس نے کہا میں نے اب دے دینا ہے ورنہ پھر کوئی پتہ نہیں کہاں چلا جائے۔ اور اس کے بعد اس کو ایک ایسی رقم ملتی ہے جس کا اس کو وہم و گمان بھی نہیں تھا اور وہ شمار کرتا ہے تو بعینہٖ چار ہزار دو سو بائیس مارک بنتی ہے۔ اب کوئی یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے میں بڑھا کے دیتا ہوں تو یہ کیوں دیا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ بڑھانے کا مضمون بھی سمجھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ مال جب بڑھایا جاتا ہے۔ جتنا دیا ہے اس سے زیادہ دیا جاتا ہے تو خوشی ہی تو بڑھائی جاتی ہے اور اس میں کیا چیز ہے۔ اگر مال بڑھے اور خوشی نہ ہو تو مال جیسا بڑھا ویسا نہ بڑھا۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ میں اپنے بندوں کو اور کن بندوں کو کس طرح زیادہ خوشی پہنچا سکتا ہوں۔ ایسا شخص جس کو یہ علم ہو جائے کہ اللہ کے علم میں آچکا ہوں اور اس نے مجھے بتانے کے لئے مجھ سے یہ احسان کا سلوک کیا ہے وہ تو چھلانگیں مارتا پھرتا ہے۔ اس کو تو اگر چار لاکھ مارک بھی مل جاتے تو ایسی خوشی نصیب نہ ہوتی جیسی اس طرح خوشی نصیب ہوئی کہ اللہ کی خاطر میں نے قربانی کی، اللہ نے مجھ پر نظر فرمائی اور دیکھو کس طرح مجھے بتا بھی دیا کہ تمہاری قربانی رائیگاں نہیں جاتی، میں دیکھ رہا ہوں۔ یہ وہ دیکھنا ہے جو "سر" والو کو نصیب ہوتا ہے اور یہ وہ دیکھنا ہے جو بتاتا ہے کہ "سر" تو تم کرتے ہو خدا کی خاطر مگر خدا سے کوئی "سر" نہیں ہے۔ اس کی نظر ہر جگہ پہنچتی ہے، ہر تاریک گوشے پر بھی پڑ رہی ہے اور یہ جو عطا ہے یہ سب سے بڑی عطا ہے اور نفس کی پلیدیاں دور ہونے کا ایک سلسلہ ہے جو شروع ہو جاتا ہے۔ جس آدمی کو یہ احساس ہو جائے کہ اللہ مجھ سے پیار کرتا ہے لازم ہے کہ وہ پھر اپنے لئے پاکیزگی کے رستے تلاش کرے۔ اپنے آپ کو پاکیزہ تر کرنے کی کوشش شروع کر دے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس پیغام کو سمجھیں تو مالی قربانی کسی بھی مقام پر بوجھ محسوس نہیں ہوگی۔ اور جتنی بھی زیادہ تحریکیں ہوتی ہیں آپ کو اور زیادہ خوشی محسوس ہوگی۔ اگر اللہ دے رہے ہوں اور ہر توفیق مل رہی ہو تو آپ اللہ کا شکر ادا کریں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے کی توفیق بخشی ہے۔ پس دیکھیں کس طرح بے اختیار یہی آیت اس کے بعد فرمائی ہے "فھو ینفق منہ سرًا وجھرًا ھل یستوون" کیا یہ برابر ہو سکتے ہیں۔ "الحمد للہ" یہ جو الحمد للہ ہے یہ وہی الحمد کا مضمون ہے جو کھول کر آپ کے سامنے رکھا ہے۔ بے اختیار ایسا شخص جس کو اپنے اندر اور عبد مملوک کے درمیان فرق محسوس ہو جاتا ہے، جو خدا کے مملوک ہونے کا فیض پاتا ہے جانتا ہے یہ مائدہ اس پر اترا ہے۔ اس کے منہ سے تو بے اختیار الحمد للہ نکلتی ہے اور اللہ نے اس کی جگہ یہی فرما دیا ہے۔ فرماتا ہے تمہارے دلوں کا حال میں جانتا ہوں جب یہ فرق ہوگا تو حمد میں ڈوب جاؤ گے، تمہاری زندگی کا ذرہ اللہ کی حمد بن جائے گا "بل اکثرھم لا یعلمون" لیکن افسوس کہ اکثر کو پتہ ہی نہیں کہ کیا نیکیاں ہیں، کیا خیرات ہیں، کیا لطف کے قصے ہیں جن کی ان کو کانوں کان خبر نہیں ہے۔

پس تحریک جدید کی قربانی ہو یا دوسرے اموال کی قربانی یہ درست ہے کہ جوں جوں ذمہ داریاں بڑھ رہی ہیں اور خدا کے انعامات زیادہ نازل ہو رہے ہیں، مالی ضرورتیں بڑھتی چلی جا رہی ہیں ان کو پورا کرنے کی خاطر ہی آپ دیں گے مگر دیں اس طرح جس طرح قرآن نے فرمایا ہے۔ اس روح کے ساتھ دیں جس کے اوپر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے روشنی ڈالی ہے تو آپ کی مالی قربانیاں دنیا میں بھی پھیلیں گی اور آخرت میں بھی پھلیں گی اور آپ کے لطف بڑھتے چلے جائیں گے اور جو تکلیفیں خدا کی خاطر آپ اٹھاتے ہیں ان میں لذت آنی شروع ہو جائے گی۔ پس جس کی تکلیفیں بھی خوشیاں ہوں اس سے زیادہ کامیاب اور کون ہو سکتا ہے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور اس مضمون کی گہرائی تک ہمیں اس پر عمل کرنے کی استطاعت بخشے۔

اب مختصر وقت میں مَیں موازنہ آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ الحمد للہ کہ تحریک جدید دفتر اول کا اکسٹھواں سال اب ۳۱ر اکتوبر ۱۹۹۵ء کو ختم ہوا ہے اور اب باسٹھواں سال طلوع ہو رہا ہے۔ پہلے میں دفتر اول، دفتر دوم، دفتر سوم، دفتر چہارم کے سالوں کے متعلق یہ کہا کرتا تھا مگر میں نے سوچا ہے کہ اس سے بہت سے لوگوں کے دماغ CONFUSE ہو جائیں گے۔ دفتر خواہ چار ہوں یا پانچ ہوں سال ایک ہی ہے جو اکٹھا طلوع ہوتا ہے، اکٹھا ختم ہوتا ہے۔ دفتر سے مراد صرف اتنا ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے ۱۹۳۴ء میں پہلی بار تحریک میں شمولیت اختیار کی تھی اور جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج تک زندہ ہیں ان کے اکسٹھ سال پورے ہوئے اور باسٹھواں سال شروع ہونے والا ہے۔ یہ دفتر اول ہے۔ جنہوں نے دس سال کے بعد یا بیس سال کے بعد، اس کی تفصیل اب مجھے یاد نہیں مگر مختلف وقتوں میں مختلف دفاتر کا اضافہ ہوا ہے، شمولیت اختیار کی ان کا سال تو اکٹھا ہی ختم ہوگا لیکن ان کی قربانی کا سال اکسٹھواں نہیں بلکہ جو تیسواں یا پچیسواں یا جو بھی صورت ہو وہ سال ختم ہوگا اور ایک نئے سال میں داخل ہوں گے۔ پس چاروں دفاتر جو مختلف وقتوں میں جاری ہوئے ان سب کا تحریک جدید کا سال اس ماہ اکتوبر میں ختم ہوا اور اب نومبر سے نیا سال شروع ہو رہا ہے۔

اس ضمن میں تمام دنیا میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کا قدم ترقی کی جانب ہے اور پہلے سے بڑھ کر مالی قربانیاں پیش کی جا رہی ہیں۔ یہ موازنے جب پیش کئے جاتے ہیں تو بعض شکی مزاج لوگ اس قسم کے خط لکھتے ہیں کہ آپ کے اعداد و شمار میں صحیح تصویر ظاہر نہیں ہوتی کیونکہ آپ نے INFLATION کو نظر انداز کر دیا اور آپ نے یہ نہیں بتایا کہ اس روپے کی قیمت پچھلے سال کتنی تھی اور اس سال کتنی ہے۔ اگر میں یہ بتانے لگ جاؤں تو ایک سو چیاسی ملکوں کی INFLATION کے تذکرے میں کئی خطبے خرچ ہو جائیں گے۔ عام باتیں ہر آدمی کو سمجھ ہے اس کے لئے کسی بڑے اکانومسٹ کی ضرورت نہیں، مہنگائی کا احساس تو وہ ہے جو غریب سے غریب، نادان سے نادان کو بھی ہے بلکہ اس کو زیادہ ہے۔ کیا جاہل کو یہ پتہ نہیں کہ ہم مصیبت میں مبتلا ہیں، مہنگائی ہو رہی ہے۔ اس لئے وہ کسی کو غلط فہمی نہیں ہو رہی کہ ہم نے اپنی ترقی کے اعداد و شمار کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا ہے گویا دنیا کو دھوکے میں مبتلا کر دیا ہے سوائے ایسے شخصوں کے کوئی دھوکے میں مبتلا نہیں۔ سب کو پتہ ہے کیا ہو رہا ہے۔

اور دوسرا ایک بات یہ بھول جاتے ہیں، ان کو وہم ہے شاید یعنی ایک آدمی نہیں کئی لکھتے ہیں، ایسے لوگوں کو شاید یہ وہم ہے کہ جس ملک میں INFLATION ہوگی، مہنگائی ہوگی اسی نسبت سے ہر شخص کی آمدنی بڑھ جاتی ہے۔ اس لئے جب تک مہنگائی کا خانہ رکھتے ہوئے اس سے زیادہ چندہ نہ دے گا اس وقت تک اس کی قربانی کو اگلا قدم نہیں کہہ سکتے۔ یہ بھی بالکل نادانی ہے۔ بسا اوقات مہنگائی ہوتی ہے اور آمدنیں اس رفتار سے نہیں بڑھ رہی ہوتیں ورنہ وہ مہنگائی تو کوئی مہنگائی نہیں ہے جس کے ساتھ ساتھ آمدنیں بھی اسی رفتار سے بڑھ رہی ہوں۔ ہمیشہ وہ مہنگائی چٹکیاں لیتی ہے جس مہنگائی کے ساتھ آمد کی رفتار ویسی نہ ہو۔ پھر لوگ شور مچاتے ہیں حکومت پھر جا کر کہیں تنخواہوں میں اضافے کر دیتی ہے۔ کچھ غریب ہیں جن کی مزدوری اتنی ہی رہتی ہے جیسے چار دن کی۔ لیکن جن کے اضافے ہوتے ہیں وہ بھی اتنے نہیں ہوتے جتنی مہنگائی بڑھ رہی ہوتی ہے۔ تو جب ملک غربت کی طرف سفر کر رہے ہوں اس کے باوجود قربانی زیادہ ہو رہی ہو تو قابل فخر ہے اور مومنوں کیلئے اس فخر میں انکساری کا پہلو بھی شامل ہے اور بھی زیادہ وہ خدا کے حضور تشکر سے جھکتے ہیں کہ تو نے ہمیں آگے قدم بڑھانے کی توفیق بخشی۔

پس اس قسم کے اقتصادی سبق مجھے نہ دیا کریں۔ مجھے علم ہے میں نے وقف جدید میں اس کثرت سے مختلف پہلوؤں سے چارٹ بنائے تھے جن سے حقیقی قدم آگے بڑھنے یا نہ بڑھنے کے پہلو کے اوپر ہر طرح سے روشنی پڑتی تھی اور جو ماہرین اقتصادیات آکے دیکھتے تھے بعض انہوں نے ایک بھی ایسا اشارہ نہیں کیا کہ یہ بھی ہو جائے تو اور بہتر ہو جائے گا۔ اللہ کے فضل سے ایک نظر سے آپ کر سکتے ہیں تو جائیں۔ آپ کو سب کچھ پتہ چل جائے گا۔ مگر اس غرض سے نہیں تھا کہ ساری جماعت میں یہ تفصیلیں پیش کی جائیں۔ اس غرض سے تھا کہ میری نظر رہے کہ جب ہمارا چندہ بڑھتا ہے تو عملاً کیا ہوا ہے۔ اور آسان بات دیکھنے والی صرف یہ ہے جو ہر ایک سمجھ سکتا ہے اس کو چارٹوں کی بھی ضرورت نہیں ہے کہ جماعت کے کام ترقی پذیر ہیں کہ نہیں۔ جماعت کے بڑھتے ہوئے اخراجات پورے ہو رہے ہیں کہ نہیں۔ اگر بڑھتے ہوئے اخراجات پورے ہو رہے ہیں اور اخراجات بڑھ رہے ہیں اور پورے بھی ہو رہے ہیں تو یہ کہنا کہ شاید ہم کو INFLATION کی وجہ سے دھوکہ لگ گیا ہو جماعت نے زیادہ قربانی نہیں کی

تحریک جدید کی قربانی ہو یا دوسرے اموال کی قربانی یہ درست ہے کہ جوں جوں ذمہ داریاں بڑھ رہی ہیں اور خدا کے انعامات زیادہ نازل ہو رہے ہیں مالی ضرورتیں بھی بڑھتی چلی جا رہی ہیں۔ ان کو پورا کرنے کی خاطر ہی آپ دیں اس طرح جس طرح قرآن نے فرمایا ہے

نہایت ہی بے وقوفی کی بات ہے۔ آمد کا بڑھنا خرچ سے تعلق رکھتا ہے اگر بڑھتے ہوئے خرچ پورے ہو رہے ہیں تو لازماً آمد بڑھ رہی ہے۔ کوئی اقتصادیات کا ماہر یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ فرضی آمد بڑھائی گئی ہے۔ جب حقیقی ضرورت پوری ہوگی تو آمد کیسے فرضی ہو جائے گی۔

پس اس پہلو سے اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو یہ توفیق بخشی ہے کہ گذشتہ سب سالوں پر جن پر میری نظر ہے ہمیشہ ترقی ہوئی ہے۔ ایک بھی سال ایسا نہیں آیا کہ ہمارے خرچ رک جائیں اور ہمیں ہاتھ کھینچ کر اس لئے خرچ کرنا پڑے کہ آمد پیچھے رہ گئی ہے۔ خواہشات کے مقابل پر تو ہاتھ کھینچنے پڑتے ہیں اس میں تو کوئی شک نہیں ہے۔ زیادہ کی خواہش تو ہمیشہ رہتی ہے۔ مگر جو خرچ گزشتہ سال ہونے تھے اس کے مقابل پر کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ وہ خرچ پورے نہ ہو سکے ہوں بلکہ اس سے زیادہ خرچ پورے ہوتے رہے۔ پس اعداد و شمار جو بھی بولیں یہ حق گواہی دیتے ہیں کہ جماعت کی قربانی کا قدم آگے کی طرف ہے اور پھر الحمد للہ کا مضمون ہے جو دل سے بے اختیار اٹھتا ہے۔

اس مضمون میں خلاصہ یہ ہے کہ جواب تک ستر (۷۰) ممالک کی رپورٹیں ملی ہیں ان کے مطابق وعدہ جات چھ کروڑ باون لاکھ انچاس ہزار تھے اور وصولی چھ کروڑ پانچ ہزار دو صد چار روپے ہے۔ وصولی اگرچہ تھوڑی ہے۔ لیکن یہ تحریک جدید کا دستور ہے کہ جب یہ رپورٹیں پہنچتی ہیں تو اس وقت اور سال ختم ہونے کے درمیان بہت سی وصولیاں ہیں جو ہو چکی ہوتی ہیں اور وہ رپورٹ بنانے والے سیکرٹری کے علم میں اس وقت نہیں ہوتیں۔ اس لئے حقیقی رپورٹ بنتی ہے ۱۵ دن یا ایک مہینے کے بعد اور اس رپورٹ کو جب ہم دیکھتے ہیں تو ہمیشہ خدا کے فضل سے وعدوں سے وصولیاں بڑھ جاتی ہیں۔ اس لئے جو تھوڑی سی کمی دکھائی دیتی ہے اس میں پریشانی کی بات نہیں۔ کرنسی جو ہم نے اس کو سٹرلنگ میں تبدیل کیا ہے اس حساب سے تیرہ لاکھ اکتیس ہزار چھ صد بیس پاؤنڈ کے وعدے تھے اور بارہ لاکھ چوبیس ہزار پانچ صد چھیانوے پاؤنڈ کی وصولیاں ہیں۔ ان میں جو کمی ہے وہ زیادہ تر مشرقی ممالک کی ہے۔ جہاں تک مغربی ممالک کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان سب میں اب تک کی وصولی کی اطلاع کے مطابق وعدوں سے ہر جگہ وصولی بڑھ گئی ہے۔ اس سے جماعت کی قربانی کے ساتھ اس کے ولولے کا بھی پتہ چلتا ہے اور غریب ممالک میں کچھ یہ بھی وجہ ہو سکتی ہے کہ وعدے کئے تھے اس وقت حالات بہتر تھے بعد میں حالات گر گئے۔ کچھ یہ بھی ہوتا ہے کہ نظام مواصلات کمزور ہے دیر کے بعد اطلاعیں ملتی ہیں۔ دیہاتی علاقوں میں ٹیلیفون بھی نہیں ہوتے تو اس لئے زیادہ تر جو کمی ہے وہ ان علاقوں میں ہے اور جہاں سے فوراً خبر مل جاتی ہے وہاں صورت حال بہت بہتر ہے۔

تعداد مجاہدین کے لحاظ سے بھی یہ بہت اہم ضروری ہے کہ ہم اس پر نظر رکھیں کیونکہ اگر کوئی ایک آنہ بھی خدا کی راہ میں دینے والا پیدا ہو جس کو پہلے عادت نہیں ہے اور آنہ بھی تکلیف دے رہا ہے تو اس کی اصلاح کا پھر آغاز ہو گیا۔ اس لئے میں نے کہا تھا کہ اب یہ شرطیں بھول جائیں کہ چھ روپے یا بارہ روپے یا چوبیس روپے سے کم چندہ نہیں ہے۔ مجھے اس ظاہری فائدے کی ضرورت تو ہے جماعت کی خاطر مگر زیادہ میری نظر اور حرص اس مخفی فائدے میں ہے جو مالی قربانی سے وابستہ ہے۔ اور نئے آنے والے مخصوص حیثیت سے جو آٹھ لاکھ چالیس ہزار سے زائد کی تعداد میں پچھلے سال آئے تھے اگر آپ نے ان سے کچھ نہ کچھ مالی قربانی وصول نہ کرنا شروع کی تو ان کی تربیت کر کے آپ اہل نہیں رہیں گے۔ اس لئے کوشش کریں کہ وہ آٹھ لاکھ کے آٹھ لاکھ، مگر آٹھ لاکھ تو اس طرح شامل نہیں ہو سکتے، اس میں بچے بھی شامل تھے، نہ کمانے والے بھی تھے، مگر یہ شرط لگائیں کہ آٹھ لاکھ کا وہ فعال حصہ جو غریب ہے تو اپنی غریبانہ معیشت کے ذریعے وہ اپنی ضرورت پوری کر رہا ہے وہ بھی دین کی ضرورتیں پوری کرنے میں کچھ نہ کچھ حصہ لے خواہ تھوڑا ہی ہو۔ اور شروع میں اتنا صرف لیا جائے جو وہ بشاشت سے دے سکے اور اس بشاشت کی خیرات وہ پھر آگے جا کر اور زیادہ فیوض حاصل کرے گا، اس کو اور زیادہ قربانیوں کی توفیق ملے گی، اس کا دین سنورے گا، اس کی وابستگی کا احساس زیادہ مضبوط ہوگا، اس کے ایمان میں جیسا کہ مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا صلاحیت پیدا ہو جائے گی۔

پس تحریک جدید کے جو شامل ہونے والے اعداد و شمار ہیں وہ ظاہر کر رہے ہیں کہ ابھی اس پہلو سے بہت سا خلا ہے۔ عجیب ہے، بار بار ہدایت کی گئی ہے۔ جماعت نے ترقی تو بہت کی ہے اور اس سال خدا کے فضل سے مجاہدین کی تعداد ایک لاکھ ستر ہزار سے بڑھ کر ایک لاکھ اکیاسی ہزار دو سو انتیس ہو چکی ہے۔ اور یہ چندہ دہندگان کی تعداد اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی خوشکن ہے۔ کیونکہ اگرچہ بہت بڑی جماعت ابھی خالی پڑی ہوئی ہے لیکن ان میں ابھی بہت سے تربیت کے کام کرنے والے ہیں، ان کو عادت ڈالنی ہے اور تحریک جدید کے چندے سے پہلے کچھ نہ کچھ ہمیں بنیادی چندہ ضرور وصول کرنا ہوگا کیونکہ اس کے بغیر طوعی چندے چل نہیں سکتے۔ پس اس لحاظ سے میری نصیحت کا خلاصہ یہ ہے کہ نئے آنے والوں کو ضرور شامل کریں۔ اس میں رعایت ان کو دے دیں میری طرف سے اجازت ہے سولہواں حصہ کی شرط بے شک نہ لگائیں۔ مگر جب وہ پورا اس بات کا شعور حاصل کر لیں، اور ان کو اس بات کا لطف آئے کہ ہم باقاعدہ جماعت کے چندہ دہندہ ہیں اور مالی نظام میں شامل ہو گئے ہیں پھر طوعی تحریکات کر کے اس تعداد کو بڑھانے کی کوشش کریں۔ اس طرح انشاء اللہ بہت کثرت کے ساتھ تحریک جدید، وقف جدید وغیرہ میں لوگ شامل ہوں گے اور جتنا زیادہ ان کو چندے کی عادت پڑے گی اتنا ہی اللہ تعالیٰ سے وہ برکتیں حاصل کریں گے اور اس کے قرب کے نشان دیکھیں گے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ مالی قربانی کرنے والوں کو خدا اس نعمت سے محروم رکھے۔

خلاصتہً اب صرف فہرست پڑھ دیتا ہوں۔ اس سال بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت جرمنی کو یہ سعادت نصیب ہوئی ہے کہ وہ دنیا بھر کی جماعتوں میں تحریک جدید کے چندے میں اوّل آئی ہے اور جو لازمی چندے ہیں ان میں بھی اوّل آئی ہے۔

بعض دوسری جماعتیں بہت زور لگا رہی ہیں مگر اللہ کا احسان ہے جن کو توفیق مل گئی مل گئی۔ انہیں حسد نہیں ہے صرف رشک ہونا چاہئے۔ اس لئے ان کی خوشیوں میں وہ جماعتیں بھی شامل ہونی چاہئیں جن کی پوری کوشش تھی کہ ان سے آگے بڑھ جائیں لیکن نہیں بڑھ سکے۔ دوسرے نمبر پر پاکستان ہے۔ اور ان کے درمیان ایک لاکھ پاؤنڈ کا فرق رہ گیا ہے۔ تو اس سے آپ اندازہ کریں کہ وہ بے چارے جو پاکستان میں دینی لحاظ سے کمزور تھے ویسے بھی ان کے آنے سے پاکستان کے چندوں کو پتہ بھی نہیں لگا کتنا فرق پڑا ہے۔ اکثر بہت تھوڑا دیا کرتے تھے تو یہاں آکر خدا نے ان کو کیسی ہجرت کی برکتیں عطا فرمائی ہیں۔ ان کے اموال کشادہ کر دئے، ان کے دل کشادہ کر دئے اور اب وہ اپنے آبائی وطن کو ان قربانیوں میں بہت پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ امریکہ جو مسلسل خدا کے فضل سے ترقی

پذیر ہے اور توازن کے ساتھ، امریکہ کی جماعت میں یہ خوبی ہے کہ ان کی قربانیوں میں توازن بہت ہے۔ تحریک جدید کا چندہ ہے ایک لاکھ پچھتر ہزار پاؤنڈ اور وقف جدید کا چندہ ہے اٹھانوے ہزار۔ وقف جدید میں دنیا میں سب سے اول ہیں۔ تحریک جدید میں تیسرے نمبر پر لیکن توازن یہ ہے کہ تحریک جدید کا چندہ وقف جدید سے آگے ہے۔ پاکستان میں پتہ نہیں کیوں یہ توازن بگڑ گیا ہے۔ اس سے پتہ چل رہا ہے کہ تحریک جدید کی انتظامیہ اپنے فرائض سے غافل ہے۔ ورنہ میں جانتا ہوں وقف جدید کو خدا تعالیٰ نے بڑی برکت دی ہے مگر ہمیشہ جماعت میں یہ بات راسخ رہی ہے کہ پہلے تحریک جدید پھر وقف جدید۔ اب مالی قربانی میں توازن بالکل الٹ گیا ہے یہ وقف جدید کے لئے تو بہت خوشی کی بات ہے مگر ہم سب کے لئے فکر مندی کی بات بھی ہے۔ تحریک جدید نے کیا کیا ہے جو ان کا تاثر وہاں کچھ عجیب سا پھیکا پڑ گیا ہے۔ اور کوئی وجہ ضرور ہے یا ان کی تحریکوں کی طرز وہی پرانی یکسانی کی چلی آرہی ہے جب کہ زمانے بدل چکے ہیں۔ وہی چیز پر زور، بار بار یہ زور اور اس قسم کی رسمی باتوں پر۔ چندے لیتے ہیں تو دلوں کو کشادگی عطا کریں۔ ان کو ایسی باتیں پہنچائیں جن سے دل تازہ ہوں، حوصلے بڑھیں، رشک کے جذبات پیدا ہوں۔ مگر محض چند امیروں کے پیچھے پڑ جانا یا رسمی طور پر کم سے کم مقرر کر کے سب کو کہنا کہ آپ پر لازم ہے بارہ حضرت مصلح موعودؓ نے مقرر کیا تھا، چوبیس اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے زمانے میں مقرر کیا اس سے کم آپ نے نہیں لینا یا ضرور پورا کریں، اس سے تحریک کرنی نہیں ہوتی۔ صرف یہ محسوس ہوتا ہے کہ ہمیں کوئی ڈانٹ رہا ہے کہ ہم بڑے نکمے لوگ ہیں۔ تو میں بھی آپ کو ڈانٹ نہیں رہا، میں کچھ کے دے رہا ہوں۔ تحریک جدید اٹھے اور خیال کرے کہ ایک پیچھے سے آنے والا گھوڑا جو بہت پیچھے تھا وہ اتنا آگے نکل گیا ہے۔ تو اللہ کرے کہ یہ غیرت کام آئے مگر وقف جدید کو دبا کے نہ آگے نکلیں۔ یہ نہ کریں کہ جو وقف جدید کے چندے دے رہے ہیں آپ کہیں کہ نہیں ہمارا بڑھاؤ، ان کا کم کرو۔ تو اللہ تعالیٰ سب کو ہی آگے بڑھنے کی توفیق بخشے لیکن بعض جو پرانی ترتیبیں خدا تعالیٰ نے مقرر فرمائی ہوئی ہیں وہ جب بدلتی ہیں تو تعجب ضرور ہوتا ہے۔ برطانیہ نمبر چار ہے، کینیڈا نمبر پانچ، انڈونیشیا چھ، سوئٹزرلینڈ سات، ماریشس آٹھ، جاپان نو، اور ہندوستان دس۔ اس پہلو سے ہندوستان نے کافی ترقی کی ہے۔ پہلے ان چندوں میں ہندوستان بہت پیچھے رہ گیا تھا۔ اب خدا کے فضل سے نئی بیداری پیدا ہو رہی ہے۔

فی کس مالی قربانی کے لحاظ سے سوئٹزرلینڈ نمبر ایک ہمیشہ کی طرح اور بہت فرق ڈال گیا ہے باقی جماعتوں سے، جاپان نمبر دو، امریکہ نمبر تین، بلجیم نمبر چار، برطانیہ نمبر پانچ اور اس کے قریب قریب ہی جرمنی بھی ہے یعنی معمولی فرق کے ساتھ کیونکہ عموماً وہاں جماعت غریب ہے اس لئے فی کس قربانی کے معیار کے لحاظ سے وہ بعض دفعہ نسبتاً کم قربانی کرنے والی جماعتوں سے ابھی پیچھے رہ جاتے ہیں مگر اجتماعی قربانی میں وہ خدا کے فضل سے بہت آگے ہیں۔ اور مجاہدین کی تعداد کے لحاظ سے اب وقت نہیں رہا بہت سے ممالک ہیں جو ترقی کر کے آگے آرہے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ہم سب کو مالی قربانی کی روح کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کے ظاہر کا حق بھی پورا کرنے کی توفیق بخشے اور اس کے باطن کا بھی، "ظہر" کا بھی اور "عصر" کا بھی۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

بدر کی اعانت ہر احمدی کا قومی فریضہ ہے!

(مینیجر بدر)

منقولات

توہین رسالت قانون کے تحت پاکستان میں ۵۰ کیس چلائے گئے

ان میں سے بیشتر احمدی فرقہ کے خلاف تھے۔ (امریکی دفتر خارجہ کی رپورٹ)

واشنگٹن ۳ر مارچ (پی ٹی آئی) امریکہ نے پاکستان پر اس کے انسانی حقوق کے ریکارڈ پر شدید نکتہ چینی کی ہے اور کہا ہے کہ وہاں صورت حال برابر مشکل بنی ہوئی ہے۔ اور احمدیوں اور عیسائیوں سمیت اقلیتی فرقوں پر اتیاچار کئے جا رہے ہیں۔ دفتر خارجہ نے ۱۹۹۵ کے بارے اپنی تازہ سالانہ رپورٹ میں کہا ہے کہ گو حکومت نے پبلک طور پر انسانی حقوق خاص کر عورتوں بچوں اور اقلیتوں کے حقوق کے بارے توجہ دینے کا اعلان کیا تھا مگر صورت حال برابر مشکل بنی ہوئی ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا کہ گورنمنٹ فورسز اور پرائیویٹ گروپ جن میں مہاجر قومی موومنٹ شامل ہے کراچی میں بڑے پیمانہ پر ہتیاؤں کے لئے ذمہ دار ہیں۔ سیکیورٹی فورسز من مانی گرفتاری اور نظر بندی کر رہا ہے اور قیدیوں اور نظر بندوں کو اذیتیں دے رہی ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اقلیتی دھارمک گروپوں کو یہ خدشہ ہے کہ شرعی قوانین اور حکومت اور معاشرہ کے اسلامی کرن سے ان کی اپنے دھرم پر چلنے کی آزادی اور محدود ہو جائے گی۔ امتیازی مذہبی قوانین سے مذہبی عدم بردباری کا ماحول پیدا ہوا ہے جس سے احمدیوں عیسائیوں ہندوؤں اور ذکریوں کے خلاف تشدد ہوا ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ پاکستان نے ۱۹۸۴ میں ضابطہ تعزیرات میں ایک دفعہ شامل کر کے احمدیوں پر اپنے آپ کو مسلمان کہلانے کی پابندی لگا دی ہے اور حکومت نے اسے ان کو ہراساں کرنے کے لئے استعمال کیا ہے۔ احمدیوں کو مسلمان قبرستان میں مردے دفن کرنے کی اجازت نہیں۔ مسلمان قبرستان میں دفن کئے گئے تھے احمدیوں کی لاشیں وہاں سے کھود کر نکالی گئیں۔ احمدی مسجدیں سربمہر کر دی گئیں۔ حکام عیسائیوں کو بھی خاص کر توہین رسالت کے قوانین کے ماتحت ہراساں کرتے ہیں اور انہیں گرجا گھروں کی تعمیر کی اجازت حاصل کرنے میں مشکل پیش آرہی ہے ۱۹۸۶ میں حکومت نے ضابطہ تعزیرات میں دفعہ ۲۹۵ (سی) شامل کر دی جس کی رو سے حضرت محمد صاحب کی توہین پر پھانسی کی سزا دی جا سکتی ہے اور مقدمہ باز لوگ احمدیوں عیسائیوں اور مسلمانوں کے خلاف استعمال کرتے ہیں۔ رپورٹ میں جوڈیشری پر نکتہ چینی کی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ وہ اثر و رسوخ کے تابع ہے اور کہ حکومت نے پولیس یا جوڈیشل سسٹم میں سدھار لانے یا اس کا غلط استعمال کرنے والوں کو سزا دینے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ مذہبی جنونی مذہبی اقلیتوں کے خلاف امتیاز روا رکھے ہوئے ہیں۔ گذشتہ اگست میں دو آدمیوں کو حدود آرڈیننس (اسلامی قانون) کے ماتحت ۵ کوڑوں کی سزا دی گئی۔ دفتر خارجہ کے افسر نے کہا کہ امریکہ سمجھتا ہے کہ پاکستان کے توہین رسالت کے قوانین سے مذہبی عدم بردباری کو بڑھاوا ملتا ہے اور وہ منسوخ کئے جانے چاہئیں۔ دکن ایشیا کے لئے نائب وزیر خارجہ مس رابن رافیل نے سینیٹ کی تعلقات خارجہ کمیٹی کے روبرو شہادت دیتے ہوئے کہا ۱۹۸۶ء میں سے توہین رسالت کے قانون کے ماتحت ۵۰ کیس چلائے گئے ان میں سے بیشتر احمدی فرقہ کے خلاف تھے مس رافیل نے کہا کہ گو توہین رسالت کے کیسوں میں اب تک ساری سزائیں رد ہو گئی ہیں۔ یا ان کے خلاف اپیل دائر کی گئی ہے۔ تاہم اس سے یہ واضح ہے کہ پاکستان کے توہین رسالت اور احمدیوں کے خلاف قوانین سے عدم بردباری کا ماحول پیدا ہوتا ہے مس رافیل نے کہا کہ اسلام آباد میں امریکی سفیر اور دوسرے امریکی حکام نے اعلیٰ ترین سطح پر یہ معاملہ اٹھایا ہے اور جب وزیر اعظم بے نظیر بھٹو گذشتہ سال امریکہ کے دورہ پر آئی تھیں تب ان سے بھی اس معاملہ پر بات چیت ہوئی تھی مس رافیل نے کہا کہ بھٹو سرکار نے قانون میں ترمیم تجویز کی تھی مگر وہ پارلیمنٹ میں یہ پاس نہ کرا سکی کیونکہ مسلم مذہبی پارٹیوں نے اس کی مخالفت کی تھی مس رافیل نے کہا کہ گو مذہبی پارٹیاں چناؤ نہیں جیت سکتیں مگر لوگوں کو سڑکوں پر لا سکتی ہیں۔ (ہند سماچار جالندھر ۴ مارچ ۹۶ء ص ۸)

مولانا ظفر علی خان کی زندگی کے عبرتناک آخری ایام

احتجاج علی زبیری

کچھ دن ہوئے کسی نے یہ خبر سنائی کہ لاہور کے ایک صحافی شورش نامی نے یہ اعلان کیا ہے کہ اگر حکومت نے حضرت مولانا ظفر علی خان کا مزار سنگ مرمر کا نہ بنوایا تو وہ اور مجید نظامی صاحب اپنے صرفے سے اسے سنگ مرمر کا بنوائیں گے۔ میں نے تصدیق کے طور پر وہ اخبار منگوایا اور یہ اعلان بچشم خود پڑھ لیا۔ اسے کہتے ہیں مردے کے منہ کو مکھن لگانا کیا اعلان کرنا کہ ہمارا تو مکھن کھایا ہوا ہے ... جب حضرت موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا تھے اس وقت ان ظفر علی خان پرستوں کا کہیں نام و نشان نہ تھا ... سچ ہی فرمایا تھا حضرت علامہ اقبال نے

تیغ کیا تھے ہیں جو اسلاف کے مدفن تم ہو

جب وہ مرد حر انتہائی بے کسی و بے بسی میں بستر علالت پر پڑا ایڑیاں رگڑ رہا تھا تو یہ بازی گر کہاں مصروف تھے لیکن اب چونکہ ان کے نام پر پرچہ زیادہ بک رہا ہے کچھ نقدی ہاتھ آجاتی ہے اس لئے آج انہیں یہ بھی یاد آگیا ہے کہ

رہا ہے لرزہ بر اندام قادیان شورش
بڑا ثواب کمایا ظفر علی خان نے

نہ جانے کیوں شورش کا یہ اعلان پڑھتے ہی حضرت مولانا ظفر علی خان کے آخری ایام علالت کی ایک ایک تفصیل میرے ذہن میں کلبلانے لگی اور میں نے فیصلہ کیا کہ اپنے سینے میں گزشتہ سولہ سال سے مدفون ایک تاریخی راز لکھ کر ظفر علی خان کو اونے پونے بیچنے والے ان اسلاف فروشوں کو یہ بتا ہی دوں کہ جب وہ خادم ملت بے پناہ انتہائی بے کسی کے گرداب میں تھا اس وقت اس پر کس نے احسان کر کے ثواب کمایا تھا؟

دو الاٹمنٹیں دو قبضے

۱۹۵۶ء میں میں مری میں متعین تھا اسی سال مری میں پہلی بار امام جماعت احمدیہ مرزا بشیر الدین محمود احمد زیورچ سے علاج کے بعد مری تشریف لائے تھے انہیں ایک کوٹھی ..... خیبر لاج نامی الاٹ کی گئی تھی جس کا قبضہ مجھے دینا تھا میں نے اس کوٹھی کا ان کے نمائندے کو اس وقت تک قبضہ نہ دیا جب تک ان سے پورا کرایہ وصول نہ کر لیا کیونکہ مجھے ان دنوں ایسے ہی احکام تھے بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ جب یہ بات مرزا صاحب تک پہنچی تو انہوں نے فرمایا۔

"میں خوش ہوں کہ انہوں نے اپنے فرائض دیانتداری سے انجام دیئے جب حکومت کا قاعدہ یہ ہے کہ کرایہ پیشگی ادا کیا جائے تو آپ نے ادائیگی سے پہلے کوٹھی کا قبضہ لینے کا مطالبہ ہی کیوں کیا؟"

اس کے چند دن بعد ایک روز میرا ایک انسپکٹر گھبرایا ہوا میرے پاس آیا اور کہنے لگا۔

"--- باہر مولانا کی موٹر آئی ہے۔ مولانا بیمار بلکہ نیم بے ہوش ہیں اور ان کی بیگم صاحبہ فرماتی ہیں کہ الاٹ شدہ کوٹھی کا قبضہ ان کو دے دیا جائے۔ کرایہ کا چیک بعد میں دیا جائے گا۔"

چونکہ ان دنوں حکومت نے سختی سے تاکید کی تھی کہ تمام کرایہ پیشگی وصول کئے بغیر کسی کو کوٹھی کا قبضہ نہ دیا جائے خواہ الاٹی کوئی وی۔ آئی۔ پی ہی کیوں نہ ہو اس لئے میں نے پوچھا۔

"یہ کون مولانا ہیں؟ ہم کرایہ وصول کئے بغیر قبضہ کیونکر دے سکتے ہیں؟" اور اس کے ساتھ ہی دفتر سے باہر نکل آیا کہ خود معلوم کر سکوں کہ کون صاحب ہیں؟ موٹر کے نزدیک گیا تو بیگم صاحبہ نے پھر وہی الفاظ دہرائے کہ۔

"مولانا کی طبیعت زیادہ خراب ہے آپ کوٹھی کا قبضہ دے دیجئے۔ بعد میں کرایہ ادا کر دیا جائے گا۔"

مجھے جونہی یہ معلوم ہوا کہ یہ مولانا ظفر علی خان ہیں تو فوراً انسپکٹر کو حکم دیا کہ ابھی جا کر قبضہ دے دو اور ساتھ ہی میں نے دفتر آ کر اپنے ایک دوست کو فون کیا کہ مجھے چھ سو روپیہ کی فوری ضرورت ہے اتنا ہی کرایہ تھا کوٹھی کا ---- کچھ دیر کے بعد رقم آگئی اور میں نے اسے مولانا کے حساب میں جمع کروا دیا اور خود کوٹھی پر پہنچا اور خاتون محترم سے عرض کیا کہ

"--- میں ان کوٹھیوں کا انسپکٹر انچارج ہوں اور میرا فرض ہے کہ ایسے وقت میں آپ کی خدمت کروں اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو بلا تکلف ارشاد فرمائیں۔"

محترمہ نے کچھ کرسیوں، ایک صوفے، پلنگ، کموڈ اور دریوں کا مطالبہ فرمایا جو فوراً پورا کر دیا گیا۔ اس کے بعد ایک بار پھر میں نے عرض کیا کہ جس وقت بھی کسی چیز کی ضرورت پڑے بلا تکلف مجھے حکم بھجوا دیا جائے اور میں چوکیدار کو خاص طور پر یہ ہدایت کر کے واپس اپنے دفتر آگیا کہ وہ مولانا اور ان کی فیملی کا خاص خیال رکھے۔

عبرت کی جا ہے

جس میں میری رہائش تھی وہ کاٹیج پہاڑی کے اوپر واقع تھا اور سامنے مولانا کی کوٹھی تھی درمیان میں سڑک تھی میں ہر روز صبح دفتر جاتے ہوئے مولانا کی مزاج پرسی کرتا۔ گھر سے کسی ضرورت کے بارے میں دریافت کرتا دفتر سے واپسی پر بھی میرا یہی معمول تھا میں نے (میں نہیں سینکڑوں بلکہ ہزاروں بھی کہوں تو جھوٹ نہ ہوگا) افراد نے دیکھا کہ مولانا کو ان کا ایک نوکر (جو غالباً پٹھان تھا) ہر روز صبح کوٹھی کی لان میں کرسی پر بٹھایا کرتا تھا اور کرسی کے ساتھ لگی پیٹی مولانا کی کمر سے باندھ دیتا تھا تاکہ مولانا بے ہوشی یا نیم بے ہوشی میں کرسی سے گر نہ پڑیں۔ مولانا غروب آفتاب تک اسی لان میں کرسی پر تن تنہا پڑے رہا کرتے اور کبھی کسی نے ان کے پاس گھر کا آدمی تو کیا کوئی خدمت گار بھی نہ دیکھا۔

مولانا کی اس وقت حالت یہ تھی (جس کا ہزاروں افراد نے مشاہدہ کیا) کہ وہ نہ بول سکتے تھے نہ چل پھر سکتے تھے اور نہ اٹھ بیٹھ سکتے تھے مجبور اور معذور تھے۔ منہ سے ہر وقت رال ٹپکتی رہتی تھی اسی کرسی پر ان کا پیشاب پاخانہ نکل جاتا اور انہیں سنبھالنے والا وہاں کوئی نہ ہوتا میرے پڑوس کی کوٹھی میں ایک کرنل صاحب رہا کرتے تھے جن کو میں اپنے کاٹیج سے مولانا کی کرسی کی طرف اشارہ کر کے کہا کرتا تھا۔

"--- دیکھو یہ وہ شخص ہے ... جو جب جلسوں میں بولتا تھا تو کوئی اس کا ثانی نہ تھا اس کا قلم تلوار اور زبان ذوالفقار تھی۔ اس کی شہرت ہندوستان و پاکستان میں خود ایک مثالی تھی مگر آج اسی شخص کا یہ حال ہے کہ کوئی پوچھنے والا اور دیکھنے والا بھی نہیں ہے" میرے یہ کہتے ہی کرنل صاحب کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

"یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں"

ڈاکٹروں کا جواب

ایک روز جب میری ڈیوٹی بطور پروٹوکول افسر تھی اور مجھے ایک اعلیٰ افسر سے ملنے کے لئے سرکٹ ہاؤس جانا تھا --- میں اپنے معمول کے مطابق مولانا کی کوٹھی پر گیا --- کہ وہاں جانا اور ان کے پاس ہی گند اور بدبو کی پرواہ کئے بغیر بیٹھ جانا اور ان کے پاؤں دباتے ہوئے دل ہی دل میں افسوس کرنا (کہ) ایک عظیم رہنما کے آخری ایام کس کسمپرسی میں گزر رہے ہیں میرے روز کے پروگرام کا ایک حصہ بن چکا تھا ... تو دیکھا کہ مولانا کرسی سے نیچے بستر پر بے ہوش پڑے ہوئے ہیں تمام بستر بدبو سے اٹا پڑا ہے میں نے کوٹھی کے دوسرے طرف جا کر زور زور سے آوازیں دیں تو بہت دیر کے بعد ایک نسوانی آواز آئی جنہوں نے کہا "--- مولانا کی حالت بہت خراب معلوم ہوتی ہے اور انہیں دیکھنے والا

کر دی گئی ہے۔"

اندر سے آواز آئی ــــ "کسی ڈاکٹر کو لا کر دکھا دیں۔"

یہ سن کر مارے حیرت کے میرا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا مولانا کی کوٹھی کشمیر پوائنٹ جی پی او کے قریب تھی اور میں سرکٹ ہاؤس (پنڈی پوائنٹ) کی طرف جا رہا تھا میں نے جاتے ہوئے تین ڈاکٹروں سے جو میرے دوست تھے درخواست کی کہ وہ چلے جائیں کہ مولانا ظفر علی خان کو دیکھیں۔ واپسی پر میں نے باری باری تینوں سے دریافت کیا.... کیوں بھئی مولانا کو دیکھ آئے ہو ــــ تو سب نے ایک ہی جواب دیا۔

"نہیری صاحب! ڈاکٹر لوگ گندگی وغیرہ سے تو نہیں گھبراتے یہ ہمارا رات دن کا کام ہے مگر وہاں تو کوئی ہے ہی نہیں جس سے کچھ پوچھیں یا جو کچھ بتائے۔ بس آوازیں دے دے کر واپس آ گئے ہیں۔

یہ سن کر مجھے اتنا صدمہ اور دکھ ہوا کہ جس کا اظہار لفظوں میں کرنا میرے بس میں نہیں اس وقت رات کے ساڑھے دس بج چکے تھے میرے دل میں جانے کیا آئی میں وہاں سے سیدھا خیبر لاج پہنچا اور کسی نہ کسی طرح مرزا صاحب تک شرف باریابی حاصل کیا۔ مرزا صاحب اس وقت قرآن کریم کی تفسیر لکھوانے میں مصروف تھے۔ مجھے دیکھتے ہی فرمایا۔

"نہیری صاحب! آپ کیسے آئے اس وقت؟"

میں نے عرض کی "حضور! تخلیے میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں" آپ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور میرے کندھے پر دست شفقت رکھتے ہوئے مجھے ڈرائنگ روم میں لے گئے میں نے بہت رکتے جھجکتے مختصر فقروں میں عرض کیا۔

"ــــ حضور! حضرت مولانا ظفر علی خان بہت بیمار ہیں۔ انہیں دیکھنے والا اور ان کی تیمارداری کرنے والا کوئی نہیں ہے میں تین ڈاکٹروں کے پاس گیا تھا مگر تینوں نے وہاں جانے سے انکار کر دیا ہے"...... یہ کہتے ہوئے میری آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔

ڈاکٹروں کی ایک ٹیم

مرزا صاحب نے فوراً اپنے بیٹے ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کو آواز دی جب وہ آ گئے تو پوچھا کہ ہمارے ساتھ اس وقت کتنے ڈاکٹر ہیں؟ اب یہ یاد نہیں رہا کہ انہوں نے کتنی تعداد بتائی ــــ دراصل جب آپ یورپ سے مری تشریف لائے تھے تو ڈاکٹروں کی ایک کھیپ نے اپنا وقت آپ کی خدمت کے لئے وقف کر دیا تھا پھر آپ نے چند ڈاکٹروں کا نام لے کر حکم فرمایا کہ

"یہ ڈاکٹر آج سے مولانا ظفر علی خان کا علاج کریں گے ــــ جاؤ ان سے کہہ دو کہ فوراً مولانا کو جا کر دیکھیں ــــ جس دوائی کی ضرورت ہو وہ بازار سے خرید لیں۔ جو دوائی مری میں نہ ملے اسے میری موٹر لے کر پنڈی سے لائیں۔ علاج کا سارا خرچہ میں ادا کروں گا۔

میرے منہ سے یہ ارشاد سنتے ہی نکلا - اللہ اکبر۔ الحمدللہ جب تک مولانا بیمار ہیں یہ سب ان کی تیمارداری کریں گے۔ ان کے آرام کا خیال رکھیں گے سبحان اللہ ــــ "اب تم میری فکر نہ کرو بلکہ مولانا کا دھیان رکھو" ــــ بے شک یہ ظرف خدائے دو جہاں صرف اپنے خاص بندوں کو عطا فرماتا ہے۔

اپنے مرشد و آقا کی خدمت کے لئے آتے ہوئے ڈاکٹر یہ حکم سنتے ہی فوراً مولانا ظفر علی خان کی خدمت میں پہنچ گئے کچھ دوائیاں دیں پھر کچھ انجکشن لگائے اور اس وقت تک وہاں سے نہ ہلے جب تک آپ کی طبیعت نہ سنبھل گئی جب دوسری صبح ڈاکٹروں کی یہ ٹیم بعض احمدی حضرات کے ساتھ مولانا کی کوٹھی کی طرف چلی تو میں بھی ساتھ ہو لیا۔

مولانا حسب سابق تن تنہا ایک کرسی پر جس کے چاروں طرف ایک پٹی بندھی ہوئی تھی سر لٹکائے بیٹھے تھے منہ سے رالیں گر رہی تھی پاجامہ پاخانے سے بھرا ہوا تھا اور اس قدر بدبو اور تعفن تھا کہ کھڑا ہونا دشوار تھا اور مولانا کے چاروں طرف مکھیوں کی بھنکار اور بھنبھناہٹ تھی۔

مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب نے جھک کر مولانا کو بتایا کہ حضرت صاحب نے یہ ڈاکٹر صاحبان آپ کی خدمت میں بھیجے ہیں اور آپ کے علاج پر مقرر فرمائے ہیں۔ مولانا نے یہ سن کر ایک بار سر اٹھایا اور جیسے کہا ہو کہ ــــ "نہیں"؟ ــــ مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب نے انہیں پھر قدرے بلند آواز میں بتایا کہ یہ ڈاکٹر صاحبان آپ کی خدمت کے لئے مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب نے بھیجے ہیں اور انہیں آپ کے علاج ــــ خدمت اور تیمارداری پر ــــ مامور فرمایا ہے۔

یہ سنتے ہی مولانا نے ایک بار پھر سر اٹھایا ــــ اور اسی کے ساتھ ہی ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔

مجھے اس وقت یوں محسوس ہوا جیسے ان کا ہر آنسو کہہ رہا ہو ــــ کہ آج کہاں گئے میرے مداح اور نعرے لگانے والے کہاں غائب ہو گئے ہیں زمیندار اخبار کی کمائی کھانے والے ــــ یہ منظر دیکھ کر میری زبان پر بھی وہی مصرع جاری ہو گیا جو میرے پڑوسی کرنل صاحب مولانا کی اس کسمپرسی میں دیکھ کر پڑھا کرتے تھے۔

"یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے"

پھر یہ ڈاکٹر صاحبان اس وقت تک مولانا کی خدمت پر مامور رہے جب تک مولانا مری میں قیام فرما رہے یہاں تک کہ وہاں سے اپنے آبائی گاؤں کرم آباد تشریف لے گئے۔

اختر علی خان کی دعوت

انہی دنوں ایک دفعہ مولانا اختر علی خان مری آئے اور میں نے ان کا کھانا کیا اس دعوت میں میرے عزیز دوست سید مصطفیٰ زیدی مرحوم سی ایس پی کرنل ایم گیلانی اور کئی معزز دوست تھے اغلباً جسٹس ایس اے رحمان کے برادر نسبتی بھی تھے اور ایک صاحب اور جو تبلیغی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں اور ان دنوں کہیں سیشن جج ہیں کھانے کے دوران جو مجھے حضرت مولانا ظفر علی خان کی کسمپرسی یاد آ گئی تو مجھ سے نہ رہا گیا اور باتیں کرتے کرتے میرا لہجہ بلند ہو گیا غصہ آ گیا اور میں نے اپنے مہمان سے کہا۔

"اختر علی خان! تمہارے والد کی یہ حالت ہے اور تم لوگوں کو کوئی فکر یا پروا نہیں ہے حالانکہ یہ زمیندار یہ زمیندار بلڈنگ یہ عیش و عشرت سب اسی مرد مجاہد کی بدولت ہے تمہارا جو نام مولانا اختر علی خان ہے وہ اسی شخص کی عزت کی وجہ سے ہے جس کا نام "مولانا ظفر علی خان" ہے جس کا کمرہ ہر وقت گند اور بدبو سے اٹا رہتا ہے۔ اور جس کا کوئی پرسان حال نہیں۔"

"ــــ یاد رکھو جس نے اپنے باپ کے ساتھ جو سلوک کیا۔ اس کا بھی یہی حشر ہو گا۔"

القصہ میں جذبات میں بعض ایسی باتیں بھی کہہ گیا جو مجھے نہیں کہنی چاہئے تھیں کہ اختر علی خان اس وقت میرے مہمان تھے مگر وہ بھی عجیب شخص تھے وہ جواباً صرف ہنستے رہے اور قہقہے لگاتے رہے اور بات بات پہ یہ کہتے رہے کہ

"ــــ میں تو چند روز کے لئے مری کی سیر کو آیا ہوں۔ پھر بہت جلد گورنمنٹ کی طرف سے جاپان جا رہا ہوں۔"

گویا انہیں اپنے جاپان جانے کی خوشی

ہیں اپنا وہ عظیم باپ بھی بھول گیا تھا جو دوسرے جہاں کو جانے کے لیئے رخت سفر باندھ رہا تھا۔۔۔ اور پھر ایک دن سب کے سامنے مولانا اختر علی خان بھی مفلوج ہو کر لقمۂ اجل بن گئے اور آج کوئی ان کا نام تک نہیں لیتا۔

صحافت فروش ٹولے اور افراد ہیں کہ کبھی ان کی شاگردی کا ڈھنڈورا پیٹ کر اور کبھی ان کے سوانح حیات لکھ لکھ کر پیسہ کما رہے ہیں۔۔۔ کماتے رہتے ہیں۔۔۔ اور کماتے رہیں گے!۔۔۔ اور کیوں نہ کمائیں فطرت ہی تاجرانہ پائی ہے۔

کیا وہ اپنی تصانیف لطیف میں اس آخری سچے اور آنکھوں دیکھے باب کا اضافہ کرنا بھی پسند فرمائیں گے!۔۔۔ دیدہ باید

⊙

تبلیغی و تربیتی مساعی

بھونسلہ میں پہلا جلسہ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے صوبہ ہریانہ کے گاؤں بھونسلہ میں ۱۸ر جنوری کو بعد نماز عشاء مکرم بابو خان صاحب صدر جماعت کی زیر صدارت ایک کامیاب جلسے کا انعقاد مسجد بھونسلہ میں ہوا جو اپنی نوعیت کے لحاظ سے ہریانہ میں پہلا جلسہ تھا حاضرین سے پوری مسجد بھر گئی تھی جلسے کا آغاز عزیز لطیف احمد کی تلاوت قرآن مجید سے ہوا اس کے بعد عزیز اقبال احمد نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام میں سے چند اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔

پہلی تقریر مکرم سلیم الدین صاحب قائد مجلس اسماعیل آباد نے آنحضرتؐ کی سیرت کے موضوع پر نہایت مؤثر انداز میں کی دوسری تقریر مکرم مولوی نذیر احمد صاحب مشتاق مبلغ سلسلہ کھرودی نے سیرت آنحضرتؐ بعنوان اتفاق و اتحاد کی بعدہ مکرم صاحب علی خان ناظم اطفال بھونسلہ اور عزیز لیاقت علی نے اطاعت اور السلام علیکم کو پھیلانے کے بارہ میں بڑے ہی عمدہ رنگ میں تقاریر کیں۔ پانچویں تقریر مکرم مولوی سفیر احمد صاحب بھٹی مبلغ انچارج ہریانہ نے رمضان المبارک اور ہماری ذمہ داریوں کے موضوع پر کی آپنے رمضان کا مقصد اور روزہ رکھنے کی فلاسفی بیان کی اس کے بعد عزیز سبحان دین نے نماز کی اہمیت کے بارہ میں تقریر کی۔ ساتویں تقریر مکرم مولوی غلام احمد اسماعیل صاحب مبلغ اسماعیل آباد نے آنحضرتؐ کی آخری زمانہ کے متعلق پیشگوئیوں کے موضوع پر کی۔ بعدہ عزیز بیر دلو ندر خان نے "علم بڑی دولت ہے" کے موضوع پر نہایت دلنشین انداز میں کی۔ عزیز نے بتایا کہ موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کی ترقی کا راز قرآن مجید کی تعلیم میں ہے۔ آخری تقریر خاکسار نے "نظام جماعت اور اس کے نتیجہ میں ملنے والی برکات" کے موضوع پر کی۔ بعدہ مکرم نصیب علی خان قائد مجلس نے نمائندگان اور حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے یہ بتایا کہ ہم سب کو آئندہ اس سے بڑے جلسے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

اس کے بعد مکرم انچارج صاحب مبلغ نے تقاریر کرنے والے اطفال میں انعامات تقسیم کیئے دعا کے ساتھ جلسہ برخاست ہوا ہریانہ میں بے شمار فعال جماعتیں قائم ہونے کے لیئے درخواست دعا ہے۔ (طاہر احمد طارق مبلغ سلسلہ بھونسلہ ہریانہ)

یادگیر میں جلسہ سیرۃ النبیؐ

۱۹ جنوری کو بعد نماز جمعہ زیر صدارت محترمہ مبارکہ سلیم صاحبہ احمدیہ لیکچر ہال میں جلسہ سیرۃ النبیؐ منعقد کیا گیا ممبرات لجنہ کی تعداد ۵۱ (۵۱) اور ناصرات کی تعداد ۲۰ رہی۔ محترمہ والون بل صاحبہ کی تلاوت کے بعد عزیزہ محمودہ ناہید نے حمد پیش کی اور محترمہ کوثر اسعد صاحبہ نے خوش الحانی سے نعت پیش کر کے سامعات کو محظوظ کیا بعدہ ازاں محترمہ امتہ السلیم نجمہ صاحبہ، عزیزہ صبیحہ ڈنڈوتی صاحبہ، محترمہ زکیہ فردوس صاحبہ نے تقاریر کیں۔

آخر پر محترمہ مبارکہ سلیم صاحبہ نے صدارتی خطاب فرمایا آپنے حضور اکرم صلعم کی زندگی کے چیدہ چیدہ واقعات بیان کرکے آپؐ کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہونے کی تلقین فرمائی
(نصرت خاتون جنرل سکرٹری لجنہ یادگیر)

شموگہ میں جلسہ سیرۃ النبیؐ

ماہ جنوری میں محترمہ زاہدہ بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ کی زیر صدارت جلسہ سیرۃ النبیؐ مکرم R.ی اقبال احمد لشکر محلہ کے ہاں منعقد کیا گیا تلاوت و نظم کے بعد مکرمہ اشرف النساء صاحبہ نے احادیث پڑھیں بعدہ مکرمہ امتہ الرحیم صاحبہ، مکرمہ انیس فاطمہ صاحبہ، مکرمہ فوزیہ مبینہ صاحبہ، مکرمہ منصورہ بیگم صاحبہ، مکرمہ رحمت النساء صاحبہ، خاکسار امتہ الحفیظ مکرمہ نزہت جہاں صاحبہ، مکرمہ خورشید بیگم صاحبہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ طیبہ کے متعلق مختلف مضامین پڑھے۔

آخر پر محترمہ صدر صاحبہ نے مستورات کو نصائح فرمائیں سب بہنوں کو آنحضرت صلعم کے اسوہ حسنہ پر چلنے کی تلقین فرمائی۔ اس اجلاس میں ۱۰ غیر احمدی مستورات شامل ہوئیں اور اچھا اثر لیا۔ اجلاس کے بعد بہنوں کو تبلیغ کی گئی ایک غیر احمدی بہن نے سوالات کیئے ان کے جوابات دیئے گئے۔ صاحب خانہ نے تمام حاضرین اجلاس کی چائے وشیرینی سے تواضع کی۔
(امتہ الحفیظ جنرل سکرٹری لجنہ شموگہ)

کلکتہ میں تعلیمی و تربیتی اجلاسات و بک سٹال

۲۱ر جنوری تا ۱۸ر فروری ۹۶ء کلکتہ جماعت میں مختلف تعلیمی و تربیتی اجلاسات ہوئے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامیاب رہے رمضان المبارک کے بابرکت ایام میں سرور کائنات پر درود وسلام اور اللہ تعالیٰ کی بے پناہ عنایات کا شکر ادا کرتے ہوئے ہفتہ قرآن مجید مسجد احمدیہ میں منایا گیا روزانہ قرآن مجید کے مختلف پہلوؤں پر مقررین نے شاندار رنگ میں تقاریر کیں۔ احباب جماعت کے علاوہ زیر تبلیغ افراد نے استفادہ کیا۔ ان ایام میں نماز تہجد باجماعت کا انتظام کیا گیا۔ پابندی نماز کے موضوع پر دو دن اجلاس ہوئے پنجوقتہ نماز کی پابندی پر خاص زور دیتے ہوئے مقررین نے احباب جماعت کو پابندی سے نماز ادا کرنے کی تاکید کی۔ ان پروگراموں میں جماعت کے مرد و زن بچوں کے علاوہ صدر جماعت احمدیہ کلکتہ سید محمود احمد صاحب اور صوبائی امیر صاحب بنگال و آسام اور امیر نیپال مکرم محمد مشرق علی صاحب کا تعاون اور رہنمائی حاصل رہی۔ اللہ تعالیٰ ہماری مساعی کو قبول فرماتے ہوئے ہمیں خلیفہ وقت کے ہر حکم پر لبیک کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

کلکتہ بک فئیر دنیا میں ایک انٹرنیشنل اہمیت حاصل ہے اور یہ اپنی عمر کے ۲۱ سال پورے کر چکا ہے ان ۲۱ سالوں میں لگاتار جماعت احمدیہ کلکتہ کو بک سٹال لگانے کی سعادت محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے حاصل رہی ہے رمضان المبارک کے مہینہ میں امسال بک فئیر شروع ہوا روزہ رکھ کر احباب جماعت اسٹال پر اپنا وقت دیتے رہے

صوبائی امیر مکرم محمد مشرق علی صاحب مکرم مولانا مبشر احمد صاحب عاملؔ اور مکرم نور احمد صاحب نے اپنا قیمتی وقت دیتے ہوئے بڑے اچھے رنگ میں تبلیغی امور سرانجام دیئے۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج پیدا فرمائے۔ (ایاز احمد بھٹی سکرٹری تعلیم و تربیت کلکتہ)

درخواست دعا — خاکسار کے دائیں ہاتھ کا انگوٹھا دروازے کے بیچ آنے کے سبب کٹ گیا ہے شفایئے کاملہ کے لیئے درخواست دعا ہے (مبشر احمد امروہہ)

منقولات

۱ ـ "تحفظ ختم نبوت" کی دکان

دین و ایمان کی بقا اور ختم نبوت کے تحفظ کی جدوجہد میں حصہ لیں

ختم نبوت پر یقین ہر مومن کے ایمان کا جزو ہے۔ اسلام دشمن عناصر کی پروردہ تحریک قادیانیت اسی راہِ مستقیم سے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی ایک منظم سازش ہے۔ آزادی سے قبل علماء کرام نے اسے بے نقاب کر کے ملت اسلامیہ کو ارتداد سے محفوظ رکھا۔

علماء کرام کی مساعی جمیلہ کی بدولت حکومت پاکستان نے قادیانیوں کو خارج از اسلام اور غیر مسلم اقلیت مان کر ان کی سرگرمیوں پر پابندی عائد کر دی، ہندوستان میں دارالعلوم دیوبند نے "کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت" قائم کر کے قادیانیت کے خلاف جہاد کی ذمہ داری اپنے کندھوں پر لی ہے۔ اس جدوجہد میں جمعیۃ علماء ہند بھی اپنے تمام تر وسائل کے ساتھ شامل ہے۔

ہندوستان میں قادیانیوں نے اپنی ریشہ دوانیوں کے لئے ملک کے ایسے علاقوں کا انتخاب کیا ہے جہاں مسلمان مفلس اور جاہل ہیں، اس لئے ان کو گمراہی اور ارتداد سے بچانے کے لئے ان کی رہنمائی کے لئے دینی لٹریچر کی اشاعت درسگاہوں اور تربیتی کیمپوں کی ضرورت ہے۔

"کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت" اب تک پچاس سے زائد دینی کتابیں اور پمفلٹ اردو و ہندی میں شائع کر کے پورے ملک میں تقسیم کر چکی ہے اس کے علاوہ مختلف مقامات پر تربیتی کیمپ بھی لگائے جا چکے ہیں اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ جمعیۃ علماء ہند نے اس کام کے لئے مبلغین مقرر کئے ہیں، مکاتب اور مدارس قائم کئے ہیں مسجدیں تعمیر کی ہیں اور معقول مشاہروں پر معلموں اور ائمہ کا تقرر کیا ہے، دشواری یہ ہے کہ قادیانیوں کو اسلام دشمن عناصر کا مالی تعاون حاصل ہے لیکن دارالعلوم دیوبند اور جمعیۃ علماء ہند اپنے محدود وسائل کے اندر ان کے سد باب کا دینی فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ ان دو تنظیموں کے اکابرین کو مسلمانوں کے جذبہ ایمانی پر اعتماد ہے اور توقع ہے کہ وہ فراخدلی سے دل کھول کر رد قادیانیت فنڈ میں خاطر خواہ تعاون دیں گے ختم نبوت کے تحفظ کے لئے دی گئی رقمیں مکاتب، مدارس کے قیام اور ائمہ اور معلمین کے مشاہروں پر صرف ہوں گی، اس لئے یہ صدقہ جاریہ ہے جس میں شریک ہو کر ثواب دارین حاصل کریں اور ماہ رمضان کی برکتوں سے پوری طرح استفادہ کریں۔ امدادی رقوم درج ذیل کے اداروں کے پتہ پر ارسال کی جائیں اور مد کی صراحت کر دی جائے۔

دارالعلوم دیوبند	الداعیین	جمعیۃ علماء ہند
ضلع سہارنپور یوپی	(حضرت مولانا) سید اسعد مدنی	بہادر شاہ ظفر مارگ نئی دہلی
(حضرت مولانا) مرغوب الرحمن	امیر الہند صدر جمعیۃ علماء ہند	مولانا قادری سید محمد عثمانی
مہتمم دارالعلوم دیوبند		ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند

(ہفت روزہ نئی دنیا ۲۰ فروری ۔ ۲۶ ۱۹۹۶ء نئی دہلی)

۲ ـ فتوے کی قلابازی

مسلم خواتین انتخابات میں حصہ لے سکتی ہیں دارالعلوم دیوبند
پہلا فتویٰ مسترد کر کے نیا فتویٰ جاری کیا گیا

دیوبند ۱۰ رنومبر۔ مشہور اسلامی تعلیمی ادارے دارالعلوم دیوبند نے آج فتویٰ جاری کر کے مسلمان عورتوں کے انتخاب لڑنے کو جائز قرار دیا۔ دارالعلوم کے مہتمم (چانسلر) مولانا مرغوب الرحمن اور سینیئر مفتی مولانا حبیب الرحمن نے آج بتایا کہ ادارہ کے دانش وران پروفیسروں اور سارے مفتیوں کی ایک اہم نشست دارالعلوم کے مہمان خانے میں ان کی صدارت میں ہوئی۔ نشست میں پہلا فتویٰ جاری کرنے والے مفتی بھی شامل ہوئے۔ مولانا مرغوب الرحمن نے بتایا کہ نشست میں سبھی علماء نے دو گھنٹے کے صلاح و مشورہ کے بعد پہلے جاری کیا گیا فتویٰ رد کر کے نیا فتویٰ جاری کیا۔ مہتمم صاحب نے کہا کہ انہوں نے پہلا فتویٰ جاری کرنے والے مفتیوں سے جواب طلب کیا ہے۔

مولانا مرغوب الرحمن نے نئے فتویٰ کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا کہ مسلمان عورتیں پردے کے وقار اور شریعت میں بتائی پابندیوں کا لحاظ کرتے ہوئے الیکشن میں حصہ لے سکتی ہیں۔ انہیں ووٹ ڈالنا اسلامی اعتبار سے جائز مانا جائے گا۔ نئے فتویٰ میں کہا گیا ہے کہ اگرچہ اسلام میں ذات پات کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے لیکن حکومت نے جن لوگوں کو پس ماندہ قرار دیتے ہوئے ان کے لئے سیٹوں کا ریزرویشن کیا ہے تو ایسے لوگ انتخاب لڑ سکتے ہیں اور انہیں ووٹ ڈالنا جائز ہوگا۔

مولانا نے کہا کہ ہندوستانی تہذیب یکساں ہے جو سب فرقوں کو جوڑتی ہے۔ دراصل ہم پر انگریزی تہذیب کا اثر ہے، وہی برائی کی اصل جڑ ہے۔ انہوں نے کہا کہ سماج میں ہر طرف گراوٹ آتی ہے۔ اسلام میں سود چوری شراب پینا حرام مانا گیا ہے لیکن لوگ ان برائیوں کو اپنائے ہوئے ہیں۔ اسی طرح کا معاملہ عورتوں کی آزادی کا ہے۔ اسلام عورتوں کی طہارت عصمت اور حفاظت و پاکیزگی کا پورا خیال رکھتا ہے۔ پھر بھی نئے زمانے کا چلن سب پر حاوی نظر آتا ہے۔ ایسی صورت میں مذہبی خیال سے جاری رائے تو وہی ہوگی جس کا ذکر قرآن و حدیث میں کیا گیا ہے، لیکن ہم سبھی جانتے ہیں کہ ہو کیا رہا ہے۔

مولانا مرغوب الرحمن نے کہا کہ مفتیوں کو پہلا فتویٰ جاری نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ مفتی ظفیر الدین مفتی ظاہر صاحب اور مفتی وکیل الرحمن نے چند روز پہلے فتویٰ جاری کر کے مسلمان عورتوں کے الیکشن لڑنے کو غیر اسلامی قرار دیا تھا اور پس ماندہ طبقہ اور عورتوں کے لئے انتخاب میں سیٹوں کے ریزرویشن کو مذہبی اعتبار سے ناجائز ٹھہرایا تھا۔ نئے فتویٰ سے پچھلا فتویٰ پوری طرح بدل دیا گیا ہے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ پہلے فتویٰ کو لیکر مسلم سماج منقسم ہو گیا تھا۔ عام طور پر پس ماندہ اور دلت مانے جانے والی ذاتوں میں فتویٰ کے خلاف زبردست غصہ تھا۔

(روزنامہ اخبار مشرق ۔ کلکتہ ۱۱ نومبر ۱۹۹۵ء)

۳ ـ ماں مریم کے بت کا معجزہ

ملیشیا کی راجدھانی کوالالمپور کی بیرونی بستی کیلانا جیا میں پچھلے دنوں ایک چمتکار ہوا۔ اخبارات میں خبریں چھپی تھیں کہ ہندوستان، انگلینڈ، امریکہ اور بعض دوسرے ملکوں میں ہندو دیوتاؤں کی مورتیاں دودھ پی رہی ہیں۔ اس پر کچھ لوگوں نے مقدسہ ماں مریم اور بالک یسوع کی مورتیوں کو دودھ پلانے کی کوشش کی اور دیکھتے دیکھتے معجزہ ہو گیا۔ جبکہ ان مورتیوں نے چمچوں میں رکھا دودھ پی لیا ایسا دوسرے مقامات پر بھی ہوا جس سے لوگ حیران ہو رہے ہیں۔ ان مورتیوں سے لوگ شفا لینے تو جایا کرتے تھے لیکن مورتیوں نے دودھ پہلی بار پیا ہے (مسیحی دنیا نومبر ۹۵ء)

درخواست دعاء:۔ میرے والدین نیز بھائی منیر الدین کی صحت و شفایابی کیلئے اسی طرح عنقریب بچوں کے امتحان شروع ہونے والے ہیں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(مولوی بشیر الدین کارکن پریس قادیان)

اداریہ — بقیہ صفحہ (۲)

جرمنی کے تازہ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ہر سال تین لاکھ بچے جنسی زیادتیوں کا شکار ہوتے ہیں۔ ہر چوتھی سے چھٹی بچی اور ہر ساتویں سے دسواں بچہ جنسی تشدد کا شکار ہوتا ہے۔ ایسے بچے جن پر جنسی تشدد چھ سے دس سال کی عمر تک ہوتا ہے ان کی اوسط ۴۲ فیصد ہے۔ اور ۲۷ فیصد سے زائد تعداد اُن بچوں کی ہے جن کی عمر یں جنسی تشدد کا شکار ہوتے وقت نوزائیدہ سے لے کر پانچ سال کی عمر تک ہوتی ہے۔ مجرمین میں ۲۵ فیصد تعداد ماں باپ کی۔ ۴ء۱۱ فیصد قریبی رشتہ دار اور ۶ فیصد اجنبی ہوتے ہیں۔ رسالہ نیوز ویک (NEWS WEEK) میں ماہر نفسیات GARY SCHOENER نے لکھا ہے کہ چھ ہزار لوگوں کے سروے سے معلوم ہوا ہے کہ بوڑھے شادی شدہ جوڑے ان مجرد نوجوانوں سے زیادہ خوش ہوتے ہیں جو مخلوط معاشرہ کی جنسی بے راہ روی کے عادی ہیں۔ (بحوالہ AWAIKE ۸/۹۳)۔ پیرس کے روزنامہ "LE MONDE" کے مطابق فرانس میں شادی کا رواج کم ہو رہا ہے۔ گزشتہ بیس سال میں یہ رجحان ہے کہ جوڑے بغیر شادی کے اکٹھے رہتے ہیں۔ THE NATIONAL INSTITUTE OF DE MOGRAPHIC STUDIES IN FRANCE کے مطابق شادی کرنے والوں میں سے نصف تعداد اُن کی ہے جو شادی سے پہلے کئی سال اکٹھے رہ چکے ہوتے ہیں۔

یہ کہانی اب صرف یورپ کے آزاد ملکوں کی ہی نہیں رہ گئی بلکہ وطنِ عزیز بھارت اور پڑوسی ممالک بھی بڑھتی ہوئی خطرناک بے حیائی کا شکار ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ جب سے سٹیلائیٹ ٹیلیویژن عام ہوا ہے امریکہ و یورپ میں بنائی جانے والی فحش فلموں نے ہمارے ممالک میں بھی اپنی بے حیائی کے بیج نہایت تیزی سے بکھیرنے شروع کر دیئے ہیں۔ بدقسمتی یہ ہے کہ حکومت کا نشریاتی ادارہ "دُور درشن" بھی اس کی لپیٹ میں آگیا ہے۔ بجائے اس کے کہ دُور درشن کے ذریعے سٹیلائیٹ ٹیلی ویژن کی بے حیائیوں کے خاتمے یا اُسے کم کرنے کی طرف توجہ دلائی جاتی وہ بھی اپنے تجارتی مفادات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے بین الاقوامی تجارتی کمپنیوں کا شکار ہو چکا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ ہماری نسل تیزی سے بے حیائی کے خوفناک گڑھوں میں گرتی چلی جا رہی ہے۔ اور شادی کے بغیر ناجائز اولاد کی پیداوار اور دیگر جنسی تشدد و جرائم کی خوفناک وارداتیں ہمارے ممالک میں بھی دن بدن عام ہوتی چلی جا رہی ہیں۔

بے حیائیوں کے اس طوفان نے جہاں جنسی بے راہ روی، جنسی تشدد اور ہم جنس پرستی جیسی بیماریوں کو جنم دیا۔ وہیں اس میں اضافے کے لئے منشیات اور جوئے بازی کے وسیع عالمی کاروبار نے بھی بہت حد تک کردار ادا کیا ہے — جی ہاں! جوئے بازی کے وہ بازار جہاں معصوم عورتوں سے جسم فروشی کرائی جاتی ہے، جہاں ان کے بازاری بھاؤ مقرر کئے جاتے ہیں۔ اور جہاں برہنہ کر کے ماڈلنگ اور مقابلۂ حسن جیسے ناموں سے ان کی عزت و ناموس کو بھرے بازار میں نیلام کیا جاتا ہے۔ اور اب صورتِ حال یہ ہے کہ معصوم نوعمر لڑکیاں ایک ہی رات میں امیر اور خوبصورت بننے کے خواب دیکھ کر ان چکا چوند کر دینے والے اور زرق برق بازاروں میں جہنم کے ایندھن کی طرح اپنے آپ کو جھونک رہی ہیں۔ اور اگر ہم نے وقت رہتے اب بھی توجہ نہ کی تو وہ دن دُور نہیں جبکہ ہمارے شہر بھی تھائی لینڈ اور ہانگ کانگ کے حُسن کے بازاروں کے نقشے پیش کریں گے — اور یہی وہ چیز ہے جس کے مجموعے کا نام ایڈز ہے — !

(باقی)

(مُنیر احمد خادم)

"اسیرانِ رہِ مُلّا"

(۱)

سلاسل کی کھنک بڑھتی رہی نغمے گئے پہرے
درِ حق سے نہ اُٹھے آنسوؤں میں تر بتر چہرے
رہے اہلِ جنوں کنجِ قفس میں جاں بلب برسوں
تپا مردودی آتش میں زرِ ایمان جب برسوں
دُعا دل چیر کر نکلی زمیں سے تا فلک پہنچی
صدائے طاہرِ محبوبِ حق جب حق تلک پہنچی
رہائی پا گئے اُس پل اسیرانِ رہِ مولیٰ!
تری نظرِ کرم اُن پر سدا یونہی رہے مولیٰ!

(۲)

مگر لاچار ہیں اب بھی "اسیرانِ رہِ مُلّا"
وہی کرنے پہ ہیں مجبور جو اُن سے کہے مُلّا
یہ سادہ لوح ہیں بے بہرۂ حق و صداقت ہیں
مزاجاً پاک طینت ہیں شریف و نیک سیرت ہیں
اِدھر بے چارگی اِن کی اُدھر چالاک ہے مُلّا
کہ ہر نیکی سے ہر پاکیزگی سے پاک ہے مُلّا
بزعمِ خود بنا بیٹھا ہے یہ تیرا نمائندہ
یہی مُلّا فریب و مکر کی روٹی پہ ہے زندہ
کہ ہر لمحہ ہے محوِ پیشۂ غارت گری مُلّا
تری مخلوق کو بہکا رہا ہے سامری مُلّا
طِلسمی جال یہ پھیلا رہا ہے دم بہ دم ہر سُو
خدایا توڑ دے، اب توڑ دے مُلّا کا ہر جادُو

(۳)

بہت معصوم و بیکس ہیں "اسیرانِ رہِ مُلّا"
بڑے مظلوم و بے بس ہیں "اسیرانِ رہِ مُلّا"
مریضِ مکرِ مُلّا ہیں پہ محرُومِ مداوا ہیں
نہ منزل کی خبر اِن کو نہ رہبر سے شناسا ہیں
یہ سرگرداں ہیں کب سے نیم مُلّا کا وزن لادے
انہیں امن و اماں کے ساتھ جینے کا سلیقہ دے
عطا دانشوری کر اِن کو، ذوقِ پارسائی دے
خدایا پنجۂ مُلّا سے اب اُن کو رہائی دے
خلوص و درد مندی دے غموں سے خوگری دے دے
متاعِ سوزِ دل دیدے، ادائے دلبری دے دے

الٰہی! ان میں سے ہر ایک کو پُر نور سینہ دے
ذہن کی ہر شکن ہموار کر دے، چشمِ بینا دے

(صابر صدیقی۔ رُڑکی)

طالبِ دُعا: محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم
M/S NISHA LEATHER
SPECIALIST IN LEATHER BELTS, LEATHER LADIES AND GENTS BAG, JACKETS, WALLETS ETC.
19-A. JAWAHAR LAL NAHRU ROAD.
CALCUTTA-700081.

Star CHAPPALS
PHONE :- 543105.
WHOLESELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS.
105/661. OPP. BLOCK NO. 7 FAHIMABAD COLONY
KANPUR-1 PIN. 208001.

C.K. ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES.
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM-679339. (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

PHONE :- 26-3287.
PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES.
AMBASSADOR & MARUTI
P-48, PRINCEP STREET
CALCUTTA-700072.

امتحان دینی نصاب مجلس انصار اللہ بھارت

جملہ اراکین مجالسِ انصار اللہ بھارت کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ امسال مجلس انصار اللہ بھارت قادیان کی طرف سے دینی نصاب کا امتحان انشاء اللہ تعالیٰ مورخہ ۲۵ اگست ۱۹۹۶ء بروز اتوار ہوگا۔ اراکین ابھی سے اس کی تیاری شروع کر دیں۔ زعماء کرام اس ضمن میں اراکین کو کما حقہٗ تعاون دیں۔ اور درس و تدریس کا مناسب انتظام فرمائیں۔ ناظمین اور مبلغینِ کرام سے بھی اس تعلق سے کما حقہٗ تعاون کی اُمید کی جاتی ہے۔ نصاب کی تفصیل دفتر مجلس انصار اللہ بھارت سے معلوم کی جاسکتی ہے۔

جملہ زعماء کرام اپنی اپنی مجالس انصار اللہ کے اراکین کی تعداد سے (جو امتحان میں شرکت کریں گے) دفتر ہذا کو جلد مطلع فرمائیں تاکہ اس کے مطابق انتظامات کئے جاسکیں۔

نصاب میں مقررہ کتب مجالس کی طرف سے آرڈر ملنے پر دفتر قیمتاً مہیا کر دے گا۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

قائدِ تعلیم مجلس انصار اللہ بھارت

ضروری اعلان

جملہ افرادِ جماعت و عہدیدارانِ جماعت کے لئے تحریر ہے کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے صیغہ جات یا نظارتوں میں جو خطوط تحریر کریں اُن میں اپنا مکمل ایڈریس پن کوڈ نمبروں کے ساتھ ضرور تحریر کیا کریں تا مرکز سے جواب جانے میں تاخیر نہ ہو۔ چونکہ اکثر علاقوں میں گھروں کے نمبر۔ نئے پوسٹ آفس اور نئے ضلعے قائم ہونے کی وجہ سے اکثر خطوط ضائع ہو جاتے ہیں اور متعلقہ افراد تک خطوط نہیں پہنچتے۔ بعد میں افرادِ جماعت کی طرف سے شکوہ کے خطوط آتے ہیں۔ لہذا آئندہ سے اس امر کا پورا خیال رکھیں۔

ناظر اعلیٰ قادیان

زعماء مجلس انصار اللہ توجہ فرمائیں

محترم صدر صاحب مجلس انصار اللہ بھارت کی طرف سے آپ کی خدمت میں خصوصی پیغام برائے وصولی چندہ تعمیر دفتر مجلس انصار اللہ بھارت بھجوایا جا چکا ہے۔ اس سلسلہ میں حسب منشاء محترم صدر صاحب مجلس انصار اللہ کیا آپ نے اپنی مجلس میں وصولی چندہ کے لئے کمیٹی مقرر کر دی ہے؟ تاحال آپ کی طرف سے دفتر انصار اللہ میں رپورٹ موصول نہیں ہوئی ہے۔ آپ کی رپورٹ کا انتظار ہے۔

قائدِ مال مجلس انصار اللہ بھارت

ضروری اعلان برائے مجالس خدام الاحمدیہ بھارت

تمام مجالس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ بھارت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال ۹۶-۱۹۹۵ء کے بجٹ کو بناتے ہوئے مندرجہ ذیل اُمور مدِنظر رکھیں۔

(۱) — سال ۹۶-۱۹۹۵ء سے بے روزگار خدام و طالب علم خدام کے چندہ کی شرح اس طرح سے ہوگی۔

چندہ مجلس دو روپے ماہانہ۔ چندہ اجتماع پانچ روپے سالانہ۔

(یہ صرف بے روزگار خدام و طالب علم خدام کی شرح ہے)

(۲) — اسی طرح اس سال سے (۹۶-۱۹۹۵ء) تمام اطفال کے چندہ کی شرح اس طرح ہوگی۔

چندہ مجلس: ایک روپیہ ماہانہ۔ چندہ اجتماع: دو روپے سالانہ۔

تمام قائدین و ناظمینِ مال اس طرف فوری توجہ دیں۔ اور مجوزہ شرح کے مطابق خدام و اطفال کے بجٹ تشخیص دے کر جلد از جلد مرکزی دفتر بھجوائیں۔

مہتمم مالی خدام الاحمدیہ بھارت۔

بدر کی خصوصی اشاعت پر حوصلہ افزائی کے خطوط

★ — راولپنڈی پاکستان سے عبد الغفار صاحب ڈار تحریر فرماتے ہیں:-

"آپ نے اس سال بدر کا جو سالنامہ جماعت کو دیا ہے یہ وہ علمی تحفہ ہے کہ دعوت الی اللہ کے ہر داعی کے پاس موجود ہونا چاہیئے۔ خدا کرے کہ یہ رسالہ بہتوں کی ہدایت کا موجب ہو۔ میں اس سالنامے کے اجراء پر آپ کو دلی مبارکباد دیتا ہوں"

★ — مکرم مبارک احمد صاحب بٹ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ جموں رقمطراز ہیں کہ:-

"الحمد للہ اخبار بدر کا مسیح موعودؑ نمبر بہت ہی خوبصورت اور علمی مجلہ کی صورت میں نمودار ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ ماشاء اللہ آپ نے اس کی ترتیب میں خوب محنت کی ہے۔"

ایک ضروری تصحیح

گزشتہ سال کے خصوصی شمارہ (مسیح موعودؑ نمبر مطبوعہ ۲۱، ۲۸ دسمبر ۱۹۹۵ء) میں مضمون بعنوان "صوفیاء و بزرگ اولیاء کی قابلِ قدر تصدیقی گواہیاں" میں صفحہ ۲۴۲ پر "حضرت میر عباس علی صاحب لودیانوی" اور "حضرت عبد الحکیم خان صاحب" کے اسماء بھی حضور علیہ السلام کی تصدیق کرنے والوں میں شائع ہوئے ہیں۔

سہواً یہ وضاحتی نوٹ اس موقع پر درج نہیں ہو سکا کہ میر عباس علی صاحب نے اگرچہ شروع میں تصدیق تو کی۔ لیکن بعد میں کسی مخفی ابتلاء کے تحت وہ مُرتد ہو گئے تھے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میر عباس علی صاحب کے ارتداد کی پیشگوئی بھی فرما دی تھی۔ چنانچہ تفصیل کیلئے حضرت یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ عنہ کی کتاب "حیاتِ احمد علیہ السلام" جلد دوم نمبر دوم مطبوعہ مارچ ۱۹۳۴ء صفحہ ۵۵ دیکھی جاسکتی ہے۔

جہاں تک میاں عبد الحکیم خان صاحب پٹیالوی کا تعلق ہے تو اُن کے متعلق شمارہ مذکورہ کے صفحہ ۲۲ پر وضاحتی نوٹ شائع کیا گیا ہے۔ (ادارہ)

ضروری اعلان

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر ہر جمعہ کے روز اُردو میں اور ہر اتوار کے روز انگریزی میں سوالات کے جوابات بیان فرماتے ہیں۔ اگر کسی کے ذہن میں کوئی سوال ہو اور وہ اس کا جواب چاہتے ہوں تو سوال انگریزی یا اُردو میں لکھ کر بذریعہ ڈاک یا بذریعہ فیکس مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے نام لندن بھجوا دیں انشاء اللہ اوّلین فرصت میں وہ سوالات حضور انور کی خدمت میں پیش کر دیئے جائیں گے۔ سوالات اس پتہ پر بھجوائے جائیں:-

PRIVATE SECRETARY HAZRAT KHALIFAT-UL-MASEEH IV, 16-GRESSENHALL ROAD.
LONDON SW18 5QL (U.K.)
FAX NO. 0044-181-870-5234.
0044-181-870-1095.